جملہ حقوق بنام ادارہ محفوظ ہیں

تحریر و ترتیب: عبدالحمید ڈاکٹر فاروق احمد

کمپوزنگ ڈیزائنگ: محمد وقاص علی احسن

ایڈیشن: 2018 اول

قیمت:

کوہستان نمک ۔ ایک جائزہ

اضلاع	جہلم، چکوال، خوشاب، میانوالی
تحصیل	جہلم، سوہاوہ، چکوال، چوہا سیدن شاہ، کلر کہار، پنڈ دادن خان، خوشاب، نوشہرہ، قائد آباد، میانوالی، عیسیٰ خیل، لاوہ، تلہ گنگ
اہم معدنیات	کوئلہ، نمک، جپسم، ریت، چونے کا پتھر
وادیاں	چمکون، جھانگڑ، بشارت، آڑہ، دھن کہون، ونہار، سون سکیسر، نمل، سمرقند، کالا باغ، جابہ، مسان، گندھالہ، پچون، تپہ
اہم نالے	گبھیر، کہان، گھندڑ، بنہا، دھرابی، سوج، گھان، وناڈھا، ڈھوڈا، ترپی، سوج، انکڑ
اہم چشمے	کنہٹی، کٹھہ مصرال، چوہا سیدن شاہ، کٹاس کلر کہار، نندنہ، پھڈیال پیرداکھارا، مکڑاچھ
تاریخی قلعے	رہتاس، کرنگل، کیوسک، ملوٹ، امب، تلاجھہ، سمرقند، کافرکوٹ، اکراندا، کٹاس، نندنہ
اہم درخت	کاہو، پھلاہی، کیکر، توت، دھریک، وہیکڑ، بیر، دھمن، شیشیم، جنگلی کیکر
اہم جانور	پنجاب اڑیال، چنکارہ بھیڑیا، گیڈر، لومڑی، خرگوش، سیہہ
مال مویشی	گائے، بکری، بھیڑ، بھینس، اُونٹ، گدھا
پرندے	چکور، کالا تیتر، بھورا تیتر، سسا، سفید سر والی مرغابی، جنگلی کبوتر، طوطا، مور
آباد اقوام	اعوان، جنجوعہ، کھوکھر، راجپوت، جالپ، شیخ، گڈھوک، گکھڑ، گوجر، جاٹ، کہوٹ، قریشی، مائر منہاس، جرال، راٹھور، مغل کسر، نیازی، ارائیں، سادات
باغات	کنہٹی، رکھ گندھالہ، چوہا سیدن شاہ، باغ صفا کلر کہار، سوڈھی جے والی
پہاڑی چوٹیاں	سکیسر (5010 فٹ) ٹلہ جوگیاں، کرنگل، چہل ابدال، مارم دیو، حیات المیر

اظہار تشکر

ہم UNDP/GEF/SGP پاکستان کی مالی معاونت اور نیشنل پروگرام منیجر جناب مسعود احمد لوہار اور انکی ٹیم کے انتہائی مشکور ہیں جن کی مدد سے یہ ٹورسٹ گائیڈ مکمل ہوئی۔ یہ تمام کام بہت سے لوگوں کی معاونت اور رہنمائی سے پایہ تکمیل کو پہنچا ہم اس سلسلے میں وادی سون سکیسر سے ایکوٹوارزم کمیٹی کے چیئرمین ملک سیف اللہ خان، میڈیکل سوشل ویلفیئر آفیسر نجم النساء ملک، مقامی مورخ ملک گل سلطان اعوان چٹہ گاؤں سے ملک محمد اکمل، محمد ریاض، محمد ارشد، ملک محمد صفدر، حاجی عالم شیر کے بھی مشکور ہیں جب کہ زاہدہ پروین، حمیرا نورین، پروین اختر حاجرہ ثاقب ملک محمد صفدر، محمد بشیر، احمد خان میکن، محمد صدیق میکن، احسان الحق کھبیکی اور احمد آباد سے ملک گل شیر، محمد عارف ہرل کی معاونت کے شکر گزار ہیں اس سفر کی تکمیل میں محمد فیاض، مختار احمد شاد، اور محمد جلیل نے ان مقامات تک رسائی کی لیے معاونت فراہم کی کوہستان نمک کے دیگر علاقوں ڈھوک ٹاہلیاں سے لیاقت، بن امیر خاتوں سے ملک ظفر اقبال اور محکمہ آثار قدیمہ قلعہ رہتاس سے خالد محمود سرور نے مختلف مقامات پر نہ صرف سفر کے دوران رہنمائی کی بلکہ قابل قدر معلومات بھی فراہم کیں ٹورسٹ گائیڈ کے لیے معلومات اکھٹا کرنے کے سفر کے دوران جہاں پر ہمارے بزرگ حضرات خواتین نے ہماری معاونت کی وہیں پر دو ننھے بچوں ہادی عبداللہ اور طیبہ ایمان نے بھی نندنہ قلعہ کے مطالعاتی سفر کے دوران ٹیم کا ساتھ دیا۔ ہم اپنے ان تمام احباب اور بالخصوص محمد وقاص اور علی احسن کے بھی ممنون ہیں جن کی محنت سے تدوین کا کام پایہ تکمیل کو پہنچا

تاثرات

شہزادہ عرفان احمد (نمائندہ خصوصی دی نیوز لاہور جنگ گروپ)

بلاشبہ کوہستان نمک پر ایسی جامع کتاب آج تک نہیں لکھی گئی ہے۔ یہ ہمہ وقت سیاح حضرات، تاریخ کے طلباء و طالبات، محققین، ملکی اور غیر ملکی زائرین اور عام شہریوں کیلئے انتہائی مفید معلومات کا مجموعہ ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ ہزاروں سال کی تاریخ اس کتاب کے اوراق میں سمٹ گئی ہے۔ اس کتاب کے مندرجات کے مطالعہ کے بعد پتہ چلتا ہے کہ کوہستان نمک کے طول وعرض میں کیسے کیسے خزانے دفن ہیں۔ اُن معلومات کو حاصل کرنے کیلئے مرتبین نے انتھک محنت کی اور دن اور رات کی تفریق کئے بغیر کٹھن اور پرخطر راستوں پر اپنا سفر جاری رکھا۔ یہ حضرات ہر اس مقام پر پہنچے جس کا اس کتاب میں ذکر ہے اور تاکہ وہاں کی تازہ ترین صورتحال کو بمع تصاویر بیان کیا جا سکے۔ یہ کارنامہ قابل ستائش تو ہے ہی، بلکہ ناقابل یقین بھی میں ارباب اختیار سے درخواست کروں گا کہ اس کتاب کو سرکاری سرپرستی میں عوام وخواص تک پہنچایا جائے تاکہ یہاں سیاحت کو فروغ ملے اور لوگوں کو اس علاقہ کی اہمیت کا پتہ چلے

ڈاکٹر محمد کلیم (سیکشن آفیسر ریگولیشن ونگ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن لاہور (سابقہ اسسٹنٹ کمشنر تحصیل نوشہرہ)

ایکوٹورسٹ گائیڈ ایک بہت اچھا اقدام ہے۔ جو پاکستان میں رہنے والے لوگوں کو نہ صرف کوہستان نمک سے متعارف کروائے گی بلکہ اُن کو اک مختلف سیاحتی مقام سے روشناس کرائے گا۔ پاکستان کے زیادہ تر لوگ جب بھی کسی سیاحتی مقام جانے کیلئے سوچتے ہیں تو ان کے ذہن میں مری کے علاوہ مشکل سے کوئی نام آتا ہے۔ کوہستان نمک ایک خوبصورت سیاحتی مقام ہے یہ نہ صرف پہاڑی علاقہ ہے بلکہ تین تہذیبوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے اس کی تاریخ تقریباً پانچ ہزار سال پرانی ہے مجھے یقین کامل ہے کہ جو شخص بھی کوہستان نمک کی سیر کرے گا وہ تمام عمر اس کے سحر میں کھویا رہے گا

The Thickening Grassroots of Pakistan

Early in 2007 I met Hameed and his team of GRDP at the bank of Lake Ochali. The magic of the scenic beauty of the valley and its archaeological heritage had already enthralled me and I was wondering the complex of the lakes Ochali, Khabeki and Jahler needed some urgent attention as the influx of the tourists and lifestyle changes might bring harm to the natural habitat. UNDP-GEF Small Grants Program as a very small portfolio holding organization did not have capacity to do some project at that time, hence, I motivated and mobilized GRDP team to start as volunteers on promoting eco-tourism and making sure that all developmental interventions are environment friendly and sustainable.

It's a pleasure to see today that the work of GRDP has gone beyond Soon Valley and covering the whole Salt Range, and also not only environmental conservation but promotion of culture, preservation of heritage and exploring archaeological sites which have been ignored or forgotten. I still have fond memories when together with Hameed and his team we have been tracking for hours, out in the wild, to explore and find abandoned temples, shrines and forts.

I am sure this eco-tourist's guide about the Salt Range area and the newly established "Dara Shikooh Eco-resort" will initiate a wave of new quality eco-tourism all over Pakistan. The grassroots of Pakistan are thickening and that is a great news.

Masood Lohar

National Program Manager
UNDP-GEF Small Grants Program

محمد شاہنواز خان (ریجنل ہیڈ ایس پی او لاہور)

سیاحوں کی رہنمائی کے لئے یہ قابل تحسین کوشش ہے۔قدرتی حسن سے مالا مال یہ خطہ اپنے اندر ایک سحر رکھتا ہے۔ جو بھی سیاح ایک بار ان علاقوں میں آجائے وہ اس سحر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ میں بھی ان میں شامل ہوں جو اس سحر کا شکار ہیں۔ لیکن پاکستان میں اکثریتی عوام اس خطہ کے لازوال قدرتی حسن سے بے خبر ہیں ۔ڈاکٹر فاروق اور عبدالحمید صاحب کی اچھی کوشش ہے۔اس سے یہاں آنے والوں کو رہنمائی ملے گی

شبینہ فراز (ایوارڈ یافتہ ماحولیاتی صحافی اور بانی Green Media Initiative)

الحمدللہ وطن عزیز کو اللہ تعالی نے بیش بہا نعمتوں سے سرفراز کیا ہے ہمارا پیارا ملک پاکستان مختلف وسائل اور جغرافیائی لحاظ سے ایک منفرد اہمیت کا حامل ہے کہ یہاں سمندر اور ساحلوں سے لے کر گلیشیرز تک مختلف النوع کے ماحولیاتی نظام (ایکو سسٹم) موجود ہیں۔ ہماری سرزمین پر سنہری ریتلے ساحلوں سے لے کر منجمد برفانی پہاڑی چوٹیوں تک حیات کی رنگا رنگی اور دلکش مناظر بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ہماری سیاحت کا زیادہ رخ شمالی علاقوں میں ہے،ہمیں اس حوالے سے دیگر علاقوں کی بھی ترویج کرنی ہوگی جو اپنے حسن اور دلکشی میں ہرگز کم نہیں ہے۔ایسا ہی ایک علاقہ سلسلہ کوہستان نمک کا ہے۔جس کی تاریخ ہزارہا سالہ قدیم اور جہاں کئی تہذیبوں کے آثار ملتے ہیں۔ یہاں مسلمان، ہندو اور سکھوں کے قدیم مذہبی مقامات اور صحابہ کرام کے مزارات موجود ہیں۔ ماحولیات اور قدرتی وسائل کے حوالے سے بھی یہ خطہ مالا مال ہے۔اب جبکہ گراس روٹ ڈویلپمنٹ پروگرام سون ویلی'' کے زیر اہتمام ایک ٹورسٹ گائیڈ بک شائع ہو رہی ہے جس میں نہایت محنت اور اہتمام سے تمام اہم مقامات کی تفصیل شائع کر دی گئی ہے تو ہمیں امید ہے کہ اس علاقے میں ماحول دوست سیاحت بڑھے گی۔

سید فیضان نقوی (چئیرمین لاہور شناسی فاؤنڈیشن ریسرچ سکالر)

سالٹ رینج جہاں مادی لحاظ سے اس خطے کی اپنی اہمیت ہے وہیں یہ خطہ اپنے تاریخی آثار کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔ زیرنظر کتاب ایک سیاحتی گائیڈ ہے جو کوہستان نمک کے تاریخی مقامات کی جانب راہنمائی کرتی ہے۔ یہ گائیڈ بک اس لحاظ سے بھی منفرد ہے کہ اس میں سیاحتی مقامات کی مختصر تاریخ اور معلومات فراہم گئی ہیں۔ اس کتاب میں کوہستان نمک اور اس کے اطراف میں واقع قلعے، مزارات، مندر، جھیلیں، تاریخی آثار، دربار اور دیگر قابل دید مقامات اور سیاحتی اعتبار سے سیاحوں کے لئے مفید ہدایات بھی شامل ہیں۔ مصنفین کی یہ کاوش قابل تحسین ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب اپنی انداز کی پہلی کاوش ہوگی جس میں سیاحت سے شغف رکھنے والوں کے لئے دلچسپی اور تاریخ کا ذوق رکھنے والوں کے لئے معلومات کا ذخیرہ بھی ہے۔ یہ کتاب نہ صرف عام لوگوں کے لئے معلومات فراہم کرنے کا اہم ذریعہ ثابت ہوگی بلکہ یہ علاقے میں سیاحتی سرگرمیوں کے فروغ میں اہم کردار ادا کرے گی

نجم النساء ملک (میڈیکل سوشل آفیسر نوشہرہ)

کوہستان نمک کے سیاحتی اور تاریخی مقامات پر لکھی گئی یہ ٹورسٹ گائیڈ سیاحت کے فروغ کے لئے ایک اہم کردار ادا کرے گی اور کوہستانِ نمک کی تاریخی وثقافتی اہمیت کو بھی اجاگر کرے گی

ڈاکٹر سید نجم خورشید (ماہر ماحولیات وآبی حیات)

کوہستانِ نمک بالخصوص اوچھالی کمپلیکس کے آبی مقامات سفید سر والی مرغابی اور دیگر آبی پرندوں کے حوالے سے پاکستان کی ایک اہم بین الاقوامی پہچان ہے اور یہ ٹورسٹ گائیڈ آبی پرندوں کے تحفظ اور آبی مقامات پر ماحول دوست سیاحت اور ان پرندوں کو محفوظ مسکن فراہم کرنے کے لئے انتہائی مفید ثابت ہوگی

ڈاکٹر راحت جبین (ماہر ماحولیات)

جعفر حسین بھٹہ

تنویر احمد لغاری (ڈپٹی ڈائریکٹر معدنیات و کان کنی پنجاب)

کوہستان نمک ٹورسٹ گائیڈ جہاں پنجاب کے پہاڑی علاقوں کی سیر و تفریح کے دلدادہ افراد کی رہنمائی کیلئے انمول اضافہ ہے وہیں یہ کتاب ماہرین ارضیات جغرافیہ دان، پہاڑی بائیکرز ،اور معدنی ذخائر کی نکاسی کے کاروباری افراد کیلئے بھی یکساں مفید ہے میری نظر میں جیالوجی اور جغرافیہ کے طلباء کو بھی اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ زیر نظر کتاب میں مصنفین نے معدنی ذخائر پہاڑی چوٹیوں، ندی نالوں، مندروں، درگاہوں، قلعوں، چشموں، جھیلوں اور کوہستان نمک میں اولیاء کرام کے بارے میں معلومات کا اضافہ کر کے قاری کے لیے پر کشش بنا دیا ہے۔ ایسی کتابیں وسیع مطالعہ اور ان جگہوں پر پہنچ کر معلومات اکھٹی کر کے لکھی جاتی ہیں اس کتاب میں مصنفین کی سیر و تفریح معلومات اور قدرتی ماحول کے بچاؤ کی کوشش کا عکس بھی نمایاں ہے

محمد ارشد اعوان

سلسلہ کوہستان نمک (سالٹ رینج) جہاں جغرافیائی اور تاریخی اہمیت کا حامل مقامات اور خوبصورت وادیاں سیاحوں کیلئے دلچسپی کا باعث ہیں اور وقت کے ساتھ ان مقامات پر سیاحوں کی آمد میں بے تحاشا اضافہ ہو رہا ہے سالٹ رینج کے بارے

میں جہاں سیاحوں کیلئے منظّم معلومات کی کمی ہے وہاں ان مقامات کے حسن کی حفاظت کے احساس کی کمی کے باعث اکثر سیاحتی مقامات گندگی کے ڈھیر میں تبدیل ہونے کا خدشہ پیدا ہو رہا ہے۔ ایکوٹورسٹ گائیڈ اپنی نوعیت کی پہلی کاوش ہے جس میں نہ صرف انتہائی اختصار اور جامع انداز میں سالٹ رینج کے بارے میں معلومات کو اکھٹا کیا گیا ہے بلکہ ساتھ ساتھ ماحول دوست سیاحت کی اہمیت اور ضرورت کو اجاگر کیا گیا ہے تا کہ ان سیاحتی علاقوں کے حسن کو آنے والی نسلوں کیلئے محفوظ بنایا جا سکے۔ ایک چھوٹی سی کتاب سالٹ رینج کے وسیع عریض علاقے کی جھلک پیش کرنے پر مصنفین کی کاوش قابل ستائش ہے اور امید کی جاتی ہے کہ مستقبل میں ہم اس ٹورسٹ گائیڈ کو ایک مفصل کتابی شکل میں بھی دیکھ سکیں گے جو سالٹ رینج کی تاریخی جغرافیائی اور سیاحتی انسائیکلو پیڈیا کا کام دے سکے

تعارف ٹورسٹ گائیڈ

کوہستان نمک سرزمین پاکستان کا ایک منفرد خطہ ہے جیسے کوہ جد کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔کوہستان نمک کو پاکستان میں معدنی نمک کے بڑے ذخیرے کا اعزاز بھی حاصل ہے اس کے کوہسار دلفریب وادیاں جھیلیں اور جنگلات درختوں جانوروں اور پرندوں کے مختلف انواع واقسام کا مسکن ہیں جب کہ اسکی تہہ دار چٹانیں 18 ملین سال پرانے جانوروں اور پرندوں کے فوسلز سے بھرے پڑے ہیں ۔کلر کہار نمل اوچھالی جاہلر کھبیکی اور مارٹن کی جھیلیں آبی پرندوں کا مسکن ہیں پنجاب اڑیال چنکارہ اور چکور جیسے خوبصورت جانور اور پرندے جنگلات کا حسن ہیں صدیوں قدیم تہذیب کے آثار بدھ مت کے دور سے لے کر ہندوشاہیہ دور تک پھیلے ہوئے ہیں اور امب نندنہ ملوٹ کٹاس راج ماڑی انڈس کے مندر اس عظیم تہذیب کے نشان ہیں۔یہی پہاڑ کوئلے نمک چونے کے پتھر سلیکا ریت اور دیگر کئی اقسام کی معدنیات کا خزانہ بھی ہیں۔جب کہ اس کے طول وعرض میں روحانی شخصیات کا فیضان بھی جاری ہے یہ ٹورسٹ گائیڈ ان تمام منفرد شناختوں کو عام لوگوں سے روشناس کرانے کے لیے لکھی گئی ہے ٹورسٹ گائیڈ نہ صرف علاقے کی ایک تاریخ ہے بلکہ کوہستان نمک کی نمایاں شناختوں پنجاب اڑیال سفید سر والی مرغابی کا ہو پھلاہی کے جنگلات ہندوشاہیہ دور کے مندر علاقے کے کلچر اور ثقافت کو

محفوظ کرنے کیلئے اٹھایا جانے والا پہلا قدم بھی ہے۔ہمیں امید ہے کہ یہ ٹورسٹ گائیڈ کوہستان نمک کی ایک ثقافتی اور تاریخی پہچان کے طور پر سامنے آئے گی

کوہستان نمک ۔تعارف

صوبہ پنجاب کے شمالی حصے میں ہمالیہ کے پہاڑی سلسے کا ایک حصہ منگلا ڈیم سے لے کر کالا باغ تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ سلسلہ دنیا میں معدنی نمک (سوڈیم کلورائیڈ) کا دوسرا سب سے بڑا ماخذ ہے۔اس کا پرانا نام کوہ جد ہے۔جبکہ1808 میں ایک انگریز الفسٹین نے اسے کوہستان نمک کے نام سے منسوب کر دیا۔شرقاً غرباً یہ سلسلہ175 کلومیٹر لمبائی میں پھیلا ہوا ہے۔جبکہ اس کی سطح سمندر سے بلندی250 سے1520 میٹر تک ہے۔اس کا کل رقبہ 4334 مربع کلومیٹر ہے جبکہ ضلع جہلم کا 22 %یعنی 945 مربع کلومیٹر چکوال کا1963 مربع کلومیٹر یعنی45 فیصد ضلع خوشاب کا990 مربع کلومیٹر یعنی23% اور میانوالی کا 436 مربع کلومیٹر یعنی10 فیصد اس ماحولیاتی نظام کا حصہ ہے۔ یہ پہاڑی سلسلہ ٹیتھسی سمندر کے خشک ہونے پر40 ملین سال پہلے ہندوستانی پلیٹ کے ایشائی پلیٹ کیساتھ ٹکرانے کے بعد وجود میں آیا۔کوہستان نمک میں ریت کی چٹانوں کا رنگ سفید گہرا سرخ یا بھورا ہے جبکہ چونے کی چٹانوں کا رنگ سفید سے سرخی مائل ہے نمک کی تہیں عموماً گہرائی میں پائی جاتی ہیں لیکن کسی کسی جگہ یہ زمین کے نزدیک نظر آتی ہیں۔ یہاں پر سالانہ بارش کا تناسب 400 ملی میٹر سے لے کر1200 ملی میٹر تک ہے۔سون سکیسر، تپہ، ونہار، دھن کھون، جھانگڑ اہم وادیاں ہیں۔ جبکہ کہان،، ترپی، دھرابی، سوج بڑے برساتی نالے ہیں اور فوسلز کی موجودگی علاقے کی ماضی قدیم میں بھی اہمیت اجاگر کرتے ہیں۔ کاہو اور پھلاہی کے جنگلات 68000 ہیکٹر پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ماہرین ارضیات نے سالٹ رینج کو تین حصوں تقسیم کیا ہے مشرقی حصہ ٹلہ جوگیاں سے چوآسیدن شاہ تک وسطی حصہ چوآسیدن شاہ سے سے کٹھہ مصرال تک جبکہ مغربی حصہ کٹھہ مصرال سے کالا باغ تک ہے سالٹ رینج کی اہم معدنیات جن کی نکاسی صنعتی بنیادوں پر ہو رہی ہیں ان میں راک سالٹ، کوئلہ، جپسم، چونے کا پتھر، آتشی مٹی، اور عام ریت وغیرہ شامل ہے۔کوئلے کی اب تک2000 کے قریب کانیں لگائی گئی ہیں جن میں سے صرف800 کے قریب کانوں سے

کوئلے کی نکاسی ہورہی ہے باقی کانیں کوئلے کے ذخائر ختم ہونے ،نہ ملنے یا پانی آجانے کی وجہ سے بند ہوگئی ہیں۔ یہاں سے نکلنے والا %90 کوئلہ اینٹوں کے بھٹوں میں استعمال ہوتا ہے۔کوئلے کی زیادہ تر کانیں ٹلہ جوگیاں آڑا بشارت چوآ سیدن شاہ ، ڈنڈوت، ڈلوال، کرولی، منارہ، پدھڑار، کٹھہ، چامبل اورمکڑوال میں واقع ہے۔ جبکہ نمک کی زیادہ تر کانیں کھیوڑہ، نیلہ واہن، پیر کھارا، کٹھہ، وڑچھہ اور کالا باغ میں ہیں کوہستان نمک کے کاہواور پھلاہی کے جنگلات جلانے کی لکڑی کے طور پر بے دریغ استعمال ہورہے ہیں، جبکہ کان کنی بالخصوص پتھر کوئلے کی کانوں اور سیمنٹ فیکٹریوں کیلئے پہاڑوں کا کٹاؤ قدرتی ماحول پر منفی اثرات مرتب کررہا ہے۔جنگلی حیات کے لئے مسکن تیزی سے کم ہورہے

موسم سرما:

موسم سرما اکتوبر سے مارچ تک رہتا ہے۔نومبر، دسمبر اور جنوری شدید سرد مہینے ہیں اور رات کا درجہ حرارت 4- سنٹی گریڈ سے 8- سنٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے اس موسم میں سکیسر پہاڑ پر برف باری بھی ہوتی ہے

موسم گرما:

موسم گرما مئی سے ستمبر تک رہتا ہے۔مئی، جون اور جولائی شدید گرم مہینے ہیں۔ جون کے آخری 15 دنوں میں درجہ حرارت 42 سنٹی گریڈ سے 45 سنٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے 300 سے 600 ملی میٹر اوسط سالانہ بارش ہوتی ہے۔مون سون کی بارشوں کا سلسلہ 15 جولائی سے 30 اگست تک رہتا ہے جبکہ سردیوں کی بارشیں دسمبر سے فروری تک ہوتی ہیں

کوہستان نمک کے قانونی طور پر جنگلی حیات کے محفوظ علاقے

نام	درجہ	قیام کا سال	ضلع	رقبہ ہیکٹر
چینجی	نیشنل پارک	1987	چکوال	6070
چھمبی سرلا	وائلڈلائف سنکچری	1978	چکوال	55943
جلالپور شریف	وائلڈلائف سنکچری	1986	جہلم	2236
کنڈل	وائلڈلائف سنکچری	1986	جہلم	2964
سوڈھی	وائلڈلائف سنکچری	1958	خوشاب	5750
جاہلر جھیل	وائلڈلائف سنکچری	1993	خوشاب	17
کھبیکی جھیل	وائلڈلائف سنکچری	1967	خوشاب	287
اوچھالی جھیل	گیم ریزرو	1991	خوشاب	932
نمل جھیل	گیم ریزرو	1970	میانوالی	480
کلر کہار جھیل	گیم ریزرو		چکوال	220
کالاباغ	پرائیویٹ گیم ریزرو	1966	میانوالی	1550
دلجابہ ڈومیلی		1972	چکوال جہلم	1,16136

ماحول دوست سیاحوں کے لئے ہدایات

سفر کے دوران گاؤں کے اندر اور پہاڑی راستوں پر گاڑی کی رفتار کم رکھیں اور ریس لگانے سے گریز کریں نیز قدرتی ماحول میں ریڈیو۔ٹیپ ریکارڈ وغیرہ اُونچی آواز میں مت چلائیں

پیدل چلنے والے لوگوں اور مویشیوں کا خیال رکھیں۔

گاؤں کے اندر یا کھیتوں میں کام کرنے والے مقامی باشندوں خاص طور پر خواتین کی فوٹوگرافی سے پرہیز کریں۔

چشموں اور جھیلوں کے پانی کو آلودہ نہ کریں

صاف پانی کے اندر یا چشموں پر گاڑیاں دھونے سے پرہیز کریں۔

ہمیشہ مقامی رسم ورواج کا احترام کریں

اپنے سامان کی خود حفاظت کریں۔

مقدس جگہوں مساجد، مندروں اور مقامی ثقافت کا احترام کریں

شراب نوشی اور دیگر ہر قسم کے نشہ سے پرہیز کریں

جنگل میں اپنے متعین کردہ راستے پر رہیں۔

جلتی ہوئی سیگریٹ یا دیا سلائی جنگل میں مت پھنکیں

مقامی لوگوں کے گھروں کے نزدیک جانے سے پہلے اجازت مانگیں

کوڑا کرکٹ اور شاپنگ بیگ ڈسٹ بن میں ڈالیں اور گندگی مت پھیلائیں۔

پانی کا استعمال احتیاط سے کریں۔

کھانا پکانے کے دوران جلائی گئی آگ کو مکمل بجھائیں۔

پرندوں اور جنگلی جانوروں کو تنگ مت کریں اور ان کا پیچھا مت کریں۔

کبھی بھی جنگلی جانوروں اور ان کے بچوں کے درمیان مت آئیں۔

شہد کی مکھیوں سے بچ کر رہیں اور ان کے نزدیک آگ مت جلائیں۔

گھنی جھاڑیوں اور نالوں کے اندر جانے سے پرہیز کریں۔ وہاں پر آپ سانپ یا کسی اور جنگلی جانور سے نقصان اٹھا سکتے ہیں۔

جنگل میں شور مت کریں اور پودوں اور جانوروں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں

غیر ضروری طور پر گاڑیوں کے ہارن بار بار بجانے سے گریز کریں۔

ماحول دوست گائیڈ کے ساتھ تعاون کریں۔

مشہور کھانے

سرسوں کا ساگ تارامیرا کا ساگ ساگ باتھو مکو کا ساگ دیسی مرغ آٹے اور گڑ کا حلوہ

مکئی کی روٹی باجرے کی روٹی خالص دیسی گھی کی چوری (چورمہ) صبونی حلوہ چکن بریانی

مٹن بریانی چپل کباب شامی کباب چکن کڑاہی مٹن کڑاہی چکن تکہ زردہ

مشروبات لسی ستو گڑ کا شربت گھوٹا

اشیاء جو آپ کے ساتھ ہوں

ہائکنگ بوٹ	واکنگ شوز ربڑ کے سول کے ساتھ	واٹر پروف سینڈل	سن بلاک
ٹی شرٹ	مچھر بھگاؤ لوشن	داستانے	واٹر پروف بیگ	نہانے کیلئے
کپڑے	دوربین	لمبے بازو والی شرٹ	لائیٹ	رین جیکٹ
کیمرہ	کیمرہ بیٹری	پاور بنک	سن گلاسز	ادویات
الارم کلاک	پانی کی بوتل			

ریسٹ ہاؤس

داراشکوہ گیسٹ ہاؤس اوچھالی ضلع خوشاب	پھلواڑی ریسٹ ہاؤس سون ویلی ضلع خوشاب
نوشہرہ ریسٹ ہاؤس ضلع خوشاب	سوڈھی ریسٹ ہاؤس سوڈھی ضلع خوشاب
کنہٹی ریسٹ ہاؤس سون ویلی ضلع خوشاب	کٹاس یوتھ ہاسٹل ضلع چکوال
کھیوڑہ ریسٹ ہاؤس ضلع جہلم	TDCP گیسٹ ہاؤس کلر کہار ضلع چکوال
ڈھوک ٹاہلیاں ریسٹ ہاؤس ضلع چکوال	چوہا سیدن شاہ ریسٹ ہاؤس ضلع چکوال
ٹلہ جوگیاں ریسٹ ہاؤس ضلع جہلم	کلر کہار ریسٹ ہاؤس ضلع کونسل ضلع چکوال

فوسل کے علاقہ جات

بن امیر خاتون ضلع چکوال	رکھ کھبیکی ضلع خوشاب	رکھ کھڑیوٹ ضلع خوشاب
رکھ گوڑا نمبل ضلع میانوالی	کنہٹی باغ ضلع خوشاب	پکھڑ ضلع چکوال

ماحول دوست سیاحتی سرگرمیاں

- جھیلوں پر آبی پرندوں کا مشاہدہ
- قدرتی مناظر کی فوٹوگرافی
- مقامی پھلوں اور سبزیوں سے لطف اٹھانا
- جنگل کے اندر واک
- پہاڑی چٹانوں پر چڑھنا
- کشتی رانی
- چشموں اور آبشاروں کا مشاہدہ
- جنگلی جانوروں۔ پرندوں کا مشاہدہ
- مقامی ثقافت، تاریخ اور آثار قدیمہ سے آگاہی
- روحانی شخصیات کے مقامات پر حاضری
- میلوں اور دیگر ثقافتی پروگرام میں شمولیت

کوہستان نمک کے اہم سیاحتی مقامات

قلعہ رہتاس

رہتاس قلعہ سون ویلی سے 200 کلومیٹر کے فاصلے پر جی ٹی روڈ پر دینہ بائی پاس سے پہلے ترکی ٹول پلازہ کراس کر کے رہتاس روڈ پر 8 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ قلعہ فرید خان المعروف شیر شاہ سوری نے تعمیر کروایا اور اس کی تعمیر میں تین لاکھ مزدوروں نے حصہ لیا قلعہ کے بلند ترین مقام پر راجہ مان سنگھ کی حویلی ہے۔ مغل بادشاہ یہاں محلات نہ ہونے کی وجہ سے خیموں میں رہا کرتے تھے پانی کے حصول کے لئے باولیاں تعمیر کی گئی جن میں ایک باولی میں آج بھی موجود ہے اس میں اترنے کیلئے

300 سیڑھیاں بنائی گئی ہیں۔قلعہ رہتاس 16 صدی کا ایک تعمیری شاہکار ہے قلعہ کی تعمیر شیر شاہ سوری کے وزیر راجہ ٹوڈرمل کے ذریعے 1541 میں مکمل ہوئی۔قلعہ رہتاس پر 1551 میں ہمایوں بادشاہ نے قبضہ کرلیا تھا جب کہ جلال الدین محمد اکبر اور جہانگیر یہاں پر قیام کر چکے ہیں۔قلعہ رہتاس کو 1919 میں محفوظ مقام کا درجہ دیا گیا 1962 میں اسے محکمہ جنگلات سے آثار قدیمہ کو منتقل کیا گیا۔ 1997 میں اسے عالمی ورثہ کی لسٹ میں شامل کیا گیا۔قلعہ کے اہم گیٹ میں خواص خانی دروازہ

کشمیری گیٹ اور لنگر خانی گیٹ شامل ہیں۔قلعہ کی بیرونی دیوار کی اُونچائی 10 سے 18 میٹر ہے۔جب کی اس کی چوڑائی 10 سے 13 میٹر ہے۔قلعہ رہتاس کی اہم عمارات میں رانی محل اور حویلی مان سنگھ شامل ہیں۔قلعہ کے مغربی جانب ایک مسجد بھی موجود ہے۔قلعہ رہتاس کے اندر ایک پورا گاؤں آباد ہے۔ جب کہ ٹلہ جوگیاں جانے والی سڑک قلعہ کے اندر سے جاتی ہے۔قلعہ کا کل رقبہ 300 ایکڑ ہے جب کہ سطح سمندر سے بلندی 2660 فٹ ہے۔قلعہ کی تعمیر سے پہلے یہاں پر منڈی نام کی آبادی تھی جو کہ نمک کی ایک بہت بڑی منڈی تھی۔قلعہ کی اہم عمارت میں اندر کوٹ قلعہ شاہی محل رانی محل، لنگر خانہ، کابلی دروازہ چاندولی دروازہ، باولیاں اور پھانسی خانہ ہے۔قلعہ رہتاس کے شاہی حصہ کے قریب چوہا بابا گرونانک بھی واقع ہے۔قلعہ رہتاس کے اندر حضرت سہیل غازی، شاہ چاندولی، حضرت جمال چشتی کے دربار موجود ہیں قلعے کی تعمیر پر 34 لاکھ 25 ہزار روپے خرچ

ہوئے جب کہ 3 لاکھ مزدوروں نے اسے 4 سال 7 ماہ 21 دنوں میں مکمل کیا۔ قلعے کو محفوظ بنانے کیلئے محکمہ آثار قدیمہ مختلف منصوبوں پر کام کر رہا ہے۔ قلعے کی تعمیر کا مقصد گکھڑ قوم کی سرکوبی تھا اور قلعہ کی جگہ کا انتخاب شاہو سلطانی نے کیا تھا

ٹلہ جوگیاں

سطح سمندر سے 3200 فٹ پر موجود ٹلہ جوگیاں سون ویلی سے 252 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے جب کہ جی ٹی روڈ پر دینہ بائی پاس سے پہلے ترکی ٹول پلازہ کراس کر کے رہتاس قلعہ سے 5 کلومیٹر پر بھیٹ گاؤں کے پاس واقع ہے۔ ٹلہ جوگیاں پنجابی کا لفظ ہے جو دو الفاظ سے مل کر بنا ہے ٹلہ کا مطلب اُونچی جگہ اور جوگیاں کا مطلب ہے ہندو سادھو لوگ۔ اس پہاڑی چوٹی پر ہزاروں سال سے ہندو سادھو لوگ رہ رہے تھے اس لئے اس پہاڑی چوٹی کو ٹلہ جوگیاں کا نام دیا گیا ہے۔ ٹلہ کی سب سے

اُونچی چوٹی پر گنبد نما عمارت والے مقام پر گرونانک نے چلہ کشی کی تھی مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اسی مقام پر پانی کا تالاب بھی تعمیر کروایا رانجھا عشق میں ناکامی کے بعد یہاں آ گیا اور وارث شاہ کے مطابق گورو گورکھ ناتھ کے چیلے بالناتھ جوگی نے رانجھا کو جوگی بنا دیا سکندر اعظم اور مغل بادشاہ جہانگیر بھی ٹلہ جوگیاں آئے۔ ٹلہ جوگیاں کو ماضی میں کوہ بالناتھ بھی کہا جاتا تھا بالناتھ جوگی کے دور میں رانجھا عشق

میں ناکامی کے بعد جوگ لینے یہاں آیا تھاٹلہ جوگیاں قیام پاکستان سے پہلے جوگیوں کا مرکز تھا اور ہر سال 14 ماگھ کو یہاں پر شیو کا میلہ منعقد ہوتا تھا۔گاؤں سے پیدل جانے والا راستہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں طے ہوتا ہے۔ٹلہ کی تاریخ بہت پرانی ہے صوفی محمد الدین زار تذکرہ جہلم میں بیان کرتے ہیں کہ کسی زمانے میں یہاں سورج کی پوجا ہوتی تھی جب کہ یونانی مورخ پلوٹارک کے مطابق ٹلہ سکندر اعظم کے وقت بھی آباد تھا۔جہلم ڈسٹرکٹ گزیٹیئر 1904 کے مطابق جنرل کنگھم کے اندازے کے مطابق یہ ہندو شاہیہ دور میں 650 سے 900 کے دوران تعمیر ہوئے۔ٹلہ جوگیاں میں انگریز دور کا تعمیر کردہ ریسٹ ہاؤس بھی موجود ہے۔ٹلہ جوگیاں میں شہنشاہ جہانگیر نے جوگیوں کے گرو سے ملاقات کی جب کہ سکھ مذہب کے بانی بابا گرونانک نے ٹلہ جوگیاں میں کچھ عرصہ گزارا تھا اور اس چوٹی پر بلند ترین مقام پر ایک گنبد آج تک ان سے منسوب ہے۔قلعہ پر پانی کو محفوظ کرنے کیلئے تالاب بھی بنائے گئے جن میں کوار سر سب سے بڑا تالاب ہے۔ٹلہ جوگیاں کوہستان نمک کا قدیم ترین مقام ہے جس کا تذکرہ مختلف تاریخی کتب میں ملتا ہے ٹلہ جوگیاں ایک پر فضا مقام ہے اور اسکے چارون طرف کا ہوا ور پھلا ہی کا جنگل پھیلا ہوا ہے

یادگار سکندر اعظم

جلالپور شریف جہلم شہر کے شمال مغرب میں 48 کلومیٹر کے فاصلے پر چمکون ویلی روڈ پر واقع ہے اس

کا پرانا نام گرجا کھ تھا اسی شہر میں سکندرِ اعظم نے راجہ پورس کے خلاف تاریخی جنگ لڑی اور راجہ پورس کو شکست دی جلال پور کا نام ملک درویش خان جنجوعہ نے مغل دور میں جلال الدین محمد اکبر کی نسبت سے رکھا یونان کی حکومت نے یہاں پر سکندرِ اعظم کی یادگار تعمیر کروائی ہے سکندر اعظم کے دریائے جہلم پار کرنے کے مقامات کے متعلق مختلف مورخین متفق نہیں ہیں یہاں پر قدیم آبادیوں کے آثار کئی جگہ سے ملتے ہیں اگر سکندر اعظم نے نالہ گھنڈر سے اپنا لشکر گزرا ہوا ہو تو اس کا کیمپ جلالپور ہی بنا تھا سکندر اعظم نے اپنے گھوڑے بکوفالیہ کو دفن کیا تھا جسکے آثار انگریز دور میں کھدائی کے دوران دریافت ہوئے گرجا کھ کا تذکرہ آئین اکبری میں بھی ملتا ہے۔جلالپور شریف میں پیر سید غلام حیدر علی چشتی کا مزار بلند ترین جگہ پر واقع ہے۔جو کہ ایک منفرد طرز تعمیر کا نمونہ ہے

مزار شہاب الدین غوری

سلطان شہاب الدین غوری کی سلطنت افغانستان اور ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھی۔سال 1206 میں بادشاہ نے ایک بغاوت کچلنے کے لئے لاہور کا سفر کیا۔سفر سے واپسی پر سلطان کا قافلہ دھمیک (ضلع جہلم) میں قیام پذیر ہوا۔اور یہاں پر اسے 15 مارچ 1206 کو قتل کر دیا گیا۔سلطان محمد غوری کو اپنی وصیت کے مطابق یہاں پر دفن کیا گیا۔یہاں پر ایک شاندار مقبرہ تعمیر کیا گیا ہے

جمر گال ڈیم

جمر گال ڈیم ضلع جہلم میں واقع ہے۔یہ ڈیم 1992 میں نالا دلاور پر تعمیر کیا گیا اس ڈیم میں پانی کا بہاؤ بارہ کیوسک فٹ ہے اور 650 ایکٹر اراضی سیراب کرتا ہے جمر گال ڈیم انتہائی خوبصورت تفریحی مقام ہے

دربار حضرت حام علیہ السلام

حضرت حام علیہ السلام کا دربار پنڈ دادن خان سے 26 کلومیٹر دور موضع روال کے نواح میں درختوں کے ایک جھنڈ میں واقع ہے۔جب کہ آڑہ سے روال روڈ کے ذریعے بھی یہاں پہنچا جا سکتا ہے۔قریبی پہاڑ سے ایک چھوٹا سا چشمہ دربار کے قریب سے گزرتا ہے۔حضرت حام علیہ السلام حضرت

نوح علیہ السلام کے بیٹے تھے جن کا سلسلہ نسب دسویں پشت میں حضرت آدم علیہ السلام سے ملتا ہے آپ کی عمر 536 برس تھی قبر کی لمبائی 78 فٹ ہے مزار کی نشاندہی 1891 میں حافظ شمس الدین صاحب نے کی اور مزار کو پختہ تعمیر کرایا جب کہ 1994 میں حاجی فرمان علی مستری نے مزار کی از سرِ نو تعمیر کی

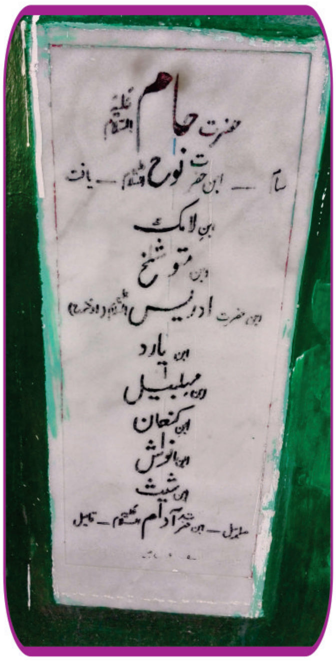

کھیوڑہ نمک کی کان

کھیوڑہ نمک کی کان نوشہرہ سے 117 کلومیٹر براستہ کٹھ للہ انٹرچینج پنڈ دادخان سے شمال کی جانب کھیوڑہ میں واقع ہے یہ پاکستان کی سب سے بڑی اور دنیا کی دوسری بڑی خوردنی نمک کی کان ہے۔ کھیوڑہ میں نمک کی دریافت 326 قبل از مسیح اس وقت ہوئی جب دریائے جہلم کے کنارے سکندر اعظم اور راجہ پورس کے مابین جنگ لڑی گئی۔ سکندر اعظم کے فوجیوں کے گھوڑے اس علاقے میں چرنے کے دوران پتھروں کو چاٹتے پائے گئے جس سے یہاں نمک کی موجودگی کا انکشاف ہوا۔ جب کہ ایک دوسری روایات کے مطابق مغل بادشاہ اکبر کے دور میں کھیوڑہ کے ایک فرداسپ خان نے یہ ذخیرہ دریافت کیا۔ کان کا اسلام آباد سے فاصلہ 170 کلومیٹر جبکہ لاہور سے 250 کلومیٹر ہے۔ یہ کان زیرزمین 110 مربع کلومیٹر کے علاقے پر پھیلی ہوئی ہے کھیوڑہ کی کان کا تذکرہ ابن بطوطہ کے

نوح علیہ السلام کے بیٹے تھے جن کا سلسلہ نسب دسویں پشت میں حضرت آدم علیہ السلام سے ملتا ہے آپ کی عمر 536 برس تھی قبر کی لمبائی 78 فٹ ہے مزار کی نشاندہی 1891 میں حافظ شمس الدین صاحب نے کی اور مزار کو پختہ تعمیر کرایا جب کہ 1994 میں حاجی فرمان علی مستری نے مزار کی از سرِ نو تعمیر کی

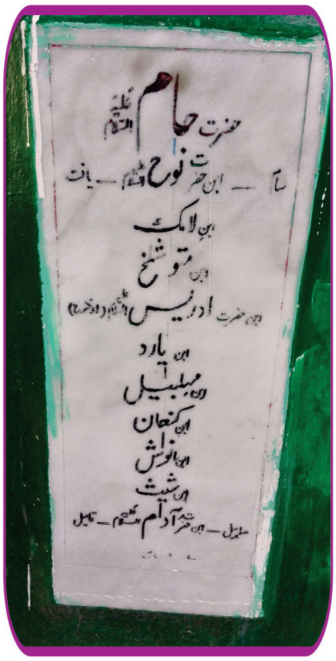

کھیوڑہ نمک کی کان

کھیوڑہ نمک کی کان نوشہرہ سے 117 کلومیٹر براستہ کٹھ للہ انٹرچینج پنڈ دادخان سے شمال کی جانب کھیوڑہ میں واقع ہے یہ پاکستان کی سب سے بڑی اور دنیا کی دوسری بڑی خوردنی نمک کی کان ہے۔ کھیوڑہ میں نمک کی دریافت 326 قبل از مسیح اس وقت ہوئی جب دریائے جہلم کے کنارے سکندر اعظم اور راجہ پورس کے مابین جنگ لڑی گئی۔ سکندر اعظم کے فوجیوں کے گھوڑے اس علاقے میں چرنے کے دوران پتھروں کو چاٹتے پائے گئے جس سے یہاں نمک کی موجودگی کا انکشاف ہوا۔ جب کہ ایک دوسری روایات کے مطابق مغل بادشاہ اکبر کے دور میں کھیوڑہ کے ایک فرداسپ خان نے یہ ذخیرہ دریافت کیا۔ کان کا اسلام آباد سے فاصلہ 170 کلومیٹر جبکہ لاہور سے 250 کلومیٹر ہے۔ یہ کان زیرزمین 110 مربع کلومیٹر کے علاقے پر پھیلی ہوئی ہے کھیوڑہ کی کان کا تذکرہ ابن بطوطہ کے

سفرنامے میں بھی ملتا ہے۔ کھیوڑہ کی کان کو 1870 میں میو مائن کا نام دیا گیا ہے کھیوڑہ میں انگریز دور کے ریسٹ ہاؤس اور دیگر عمارات موجود ہیں یہاں محبت حسین بخاری کا دربار بھی موجود ہے۔ جب کہ ایک دربار نالے کے مغربی کنارے پر واقع ہے کھیوڑہ کے اندر نمک کے بنائے ڈیکوریشن پیس بھی ملتے ہیں کھیوڑہ کو انگریز دور میں ریل کے ذریعے پورے ملک سے منسلک کیا گیا۔ کان کے اندر سیاحوں کی سہولت کے لئے پی ایم ڈی سی نے ایک ٹورسٹ ریزارٹ قائم کیا ہوا ہے کان کے اندر گنبد والی مسجد جب کہ سالٹ واٹر کے تالاب بھی موجود ہے جب کہ دمہ کے مریضوں کے علاج کے لئے ایک سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے۔ کھیوڑہ کان کے ذخائر کا تخمینہ 220 ملین ٹن تک لگایا گیا ہے کان کی موجودہ سالانہ پیداواری گنجائش 3 لاکھ 25 ہزار ٹن ہے۔ کھیوڑہ کان کو لارڈ میو کے نام پر میو مائن بھی کہا جاتا ہے۔1849 میں ڈاکٹر ریتھ نے ایک ٹنل بنائی تھی جسے اب ٹوارسٹ ایریا میں تبدیل کر دیا گیا ہے

قلعہ نندنہ اور نندنہ مندر

نندنہ قلعہ ضلع جہلم تحصل پنڈ دادخان سے 22 کلومیٹر مشرق کی جانب باغان والا قصبہ کے قریب واقع ہے۔ باغانوالہ گاؤں سے 1.5 کلومیٹر دور پہاڑی چوٹی پر شمالی سمت میں برساتی نالہ سے گزرنے کے بعد نندنہ مندر کا راستہ شروع ہوتا ہے۔ گاؤں سے مندر تک ایک گھنٹے کا سفر ہے۔ نندنہ کوہستان نمک سے دلی کو جانے والے اہم راستے پر واقع ہے۔ سکندر اعظم کے یہاں سے گزرنے کا ذکر بھی ملتا ہے ہندو

شاہیہ دور حکومت میں نندنہ تقریبا 12 سال تک انکا دارلحکومت رہا جب کہ سلطان محمود غزنوی نے 1014 سال عیسوی میں اس پر قبضہ کرلیا۔ معروف مورخ البیرونی یہاں پر مقیم رہا اوراس نے یہاں پر زمین کا قطر معلوم کیا۔ نندنہ کے پہلے مندر کا داخلی دروازہ مغربی سمت میں ہے جب کہ مندر کی حالت

انتہائی خستہ ہے۔ مندر سے متصل ایک مسجد کے آثار بھی ہے جو کہ محمود غزنوی کے دور میں تعمیر ہوئی۔ جنوب مشرق پہاڑی کونے پر بدھ مت کے ایک سٹوپا کے آثار ملتے ہیں جب کہ دوسرا مندر جو کہ تقریبا گر چکا ہے امب شریف کے مندر سے ملتا جلتا ہے۔ مندر کے ادرگرد ایک فصیل کے آثار ملتے ہیں۔ جب کہ ایک وسیع رقبے پر دیگر تعمیرات بھی موجود ہیں باغانوالہ نالے کے اندر پہاڑی چشموں کا پانی رواں دواں رہتا ہے۔ مندر تک جانے کا راستہ مشکل ہے اور یہاں پر کھدائی کے نشانات ملے ہیں

آڑا ریسٹ ہاؤس

آڑا ریسٹ ہاؤس کلر کہار چوہا سیدن شاہ روڈ پر 50 کلو میٹر کے فاصلے پر آڑا گاؤں سے جنوبی طرف پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ آڑہ ریسٹ ہاؤس سے نندنہ مندر تک پیدل رستہ جاتا ہے۔ ریسٹ ہاؤس کی تزین آرائش کی گئی ہے لیکن اس کے بعد اسے استعمال نہیں کیا گیا اور اب یہ پولیس کے زیر استعمال ہے۔ آڑہ ریسٹ ہاؤس 1917 میں تعمیر کیا گیا جب کہ یہاں پر آویزاں تختی کے مطابق ڈپٹی کمشنر چکوال عظمت علی رانجھا نے اسے سال 1995 میں ملبے کے ڈھیر سے دوبارہ تعمیر کرایا

قلعہ کیوسک

سطح سمندر سے 2530 فٹ کی بلندی پر واقع قلعہ کیوسک 11 صدی میں راجہ جودھ نے تعمیر کروایا۔ راجہ جودھ راجہ مل کا بیٹا تھا جس نے ملوٹ قلعہ تعمیر کروایا قلعہ کا کل رقبہ 54 کنال ہے۔ یہ قلعہ وادی سون سے 109 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے جب کہ کلر کہار چوہا سیدن شاہ روڈ پر وٹلی موڑ سے 11 کلو

میٹر کسک گاؤں کے قریب واقع ہے قلعہ میں پانی کا تالاب موجود ہے۔ قلعہ کیوسک 16 صدی میں بابر کی آمد کے وقت بھی موجود تھا۔ البتہ جہانگیر اور اکبر کی یہاں آمد کا کوئی تاریخی حوالہ موجود

نہیں 1809 میں سکھ حملہ آوروں اور جنجوعہ قوم کا مقابلہ پہاڑ پر ہوا اور انہوں نے یہاں پر قبضہ کر لیا قلعہ ایک ایسے پہاڑ پر واقع ہے جو تین اطراف سے عمودی چٹانوں پر مشتمل ہے۔ جب کہ اس کا داخلی راستہ گاؤں کی طرف ہے۔ قلعے کی فصیل تالاب کی چار دیواری اور مندر آج بھی قلعے کے ماضی کی یاد تازہ کرتا ہے۔ مندر انتہائی شکستہ حالت میں ہے اور گرنے کے قریب ہے۔ قلعہ کیوسک سے جنوب میں میدانی علاقے کا نظارہ قابل دید ہے۔ قلعے کی تعمیر میں سرخ رنگ کا پتھر استعمال کیا گیا ہے اور یہ قلعہ وٹلی کے راجہ خاندان کی ذاتی ملکیت ہے۔ وٹلی کا تالاب بھی اپنی دیواروں اور سیڑھیوں کی وجہ سے قدیم تہذیب کی نمائندگی کرتا ہے جب کہ یہاں پر محکمہ سالٹ کا قدیم ریسٹ ہاؤس بھی شکستہ حالت میں موجود ہے

کٹاس راج مندر

کٹاس راج کے مندر کلر کہار انٹر چینج سے چوہا سیدن شاہ جانے والی روڈ پر 24 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہیں۔ کٹاس کی وجہ شہرت وہ قدرتی چشمے ہیں جن سے گنیا نالا نکلتا ہے۔ قدیم ہندو روایات کے

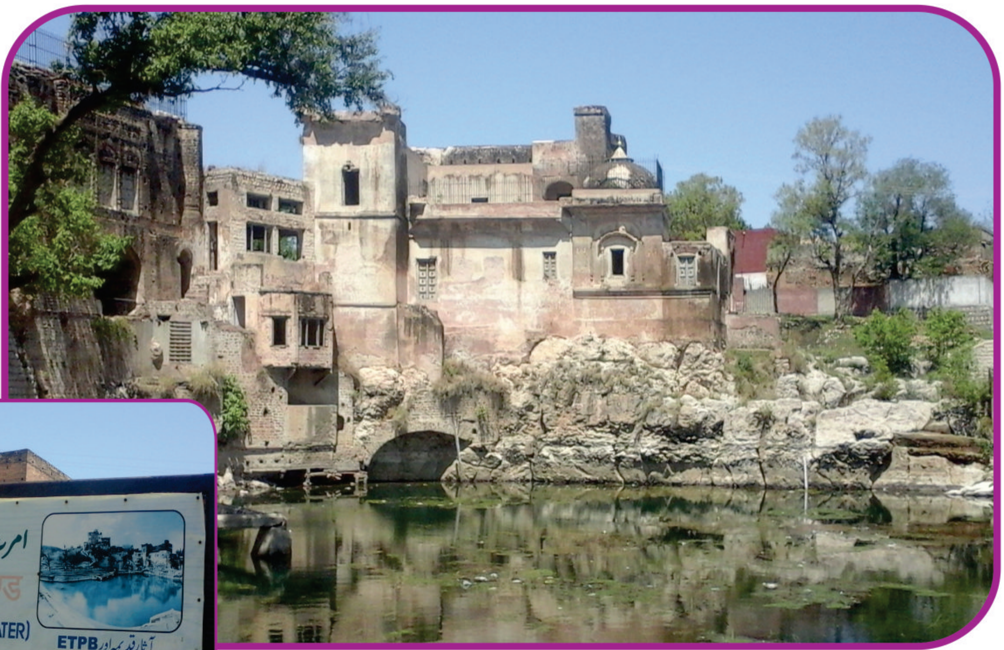

مطابق شیو مہاراج اپنی بیوی ستی کی وفات پر اتنا رویا کہ اس کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں سے دو چشمے پھوٹ پڑے۔ جن میں سے ایک اجمیر شریف کے پاس ہے جب کہ دوسرا کنکشا یا کٹاس کے مقام پر ہے۔ کنکشا کے لفظی معنی برستی ہوئی آنکھیں ہیں۔ اور یہ ہندوں کا دوسرا مقدس مقام ہے

جہاں ہر سال ہزاروں ہندو اپنی مذہبی رسومات کی ادائیگی کے لئے آتے ہیں۔ یہاں ایک بدھ مت کا سٹوپا بھی موجود ہے کٹاس راج تقریباً تین ہزار سال پرانا ہندوں کا مقدس مقام ہے۔ یہاں پر تقریباً 100 چھوٹے بڑے مندر تھے۔ معروف مورخ البیرونی کو بھی یہاں قیام کا موقع ملا تھا۔ اور اس کی لائبریری کے آثار مندر کی شمالی جانب آج بھی موجود ہیں۔ کٹاس راج میں ست گھرا کے مندر بھی موجود ہیں کٹاس راج میں شری رام چندر جی کا مندر ہری سنگھ کی حویلی مشرق میں موجود ہے جب کہ یہاں پر شیوا کا مندر بھی موجود ہے کٹاس راج کے مندر مہا بھارت کے دور کے ہیں جب کہ پانڈو کے جلاوطنی کے دور گزارنے کی داستان بھی یہاں سے موسوم ہیں کٹاس راج مندر پر ہندو یاتری ہر سال ہندوستان سے عبادت کے لئے آتے ہیں محکمہ آثار قدیمہ نے ان مندروں کی مرمت کا کام پچھلے سالوں میں مکمل کیا ہے۔ یہاں پر سیاحوں کی سہولت کے لئے یوتھ ہاسٹل اور ٹورسٹ گائیڈ موجود ہیں

رکھ گندھالہ

رکھ گندھالہ باغ چوہا سیدن شاہ سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر دو پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ رکھ گندھالہ باغ کے اندر بدھ دور کا ایک سٹوپہ موجود تھا موجودہ باغ کی بنیاد برٹش دور میں سو سال پہلے رکھی گئی تھی اور یہاں پر لوکاٹ، انگور ناشپاتی انار آلو بخارہ آڑو کے پھلدار درخت لگائے گئے باغ کا رقبہ 175 ایکڑ ہے جب کہ باغ کا نظام آبپاشی جو کہ چشمے کے پانی پر مشتمل تھا خشک ہونے سے باغ بری طرح متاثر ہوا ہے باغ سے لوکاٹ کا پھل اچھی پیداوار دیتا ہے تاہم عدم توجہ سے باغ اپنی تاریخی حیثیت اور خوبصورتی کھو چکا ہے

چہل ابدال

چہل ابدال کی چوٹی بشارت گاؤں کے نزدیک واقع ہے یہاں پر کچھ روایات کے مطابق چالیس ابدال کی چلہ گاہ ہے جب کہ کچھ مورخین کے مطابق یہ جگہ جین مت مذہب کی عبادت گاہ ہے چوٹی تک پہنچنے کا راستہ دشوار ہے اس کے شمال میں دلجابہ کا نظارہ قابلِ دید ہے

بن امیر خاتون

بن امیر خاتون گاؤں چکوال چوہا سیدن شاہ سے جنوب مغربی سمت میں ڈھوک ٹاہلیاں سے 4 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ گاؤں ولی اللہ مائی امیر خاتون کے نام پر آباد ہے بن امیر خاتون کے مغرب میں سرلا ڈیم کے نواح میں اور سرلا پہاڑی کے دامن میں مختلف مقامات سے جانوروں کے فوسلز ملے ہیں اور یہ فوسلز کوہستان نمک سے ملنے والے فوسلز میں سب سے اہم ہیں فوسلز وسیع علاقے میں بکھرے ہوئے ہیں اور حفاظت نہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہو چکے ہیں بن امیر خاتوں سے ملنے والے فوسلز مختلف میوزیم میں رکھے گئے ہیں۔ بن امیر خاتوں کے نزدیک اندراوڑ کا تاریخی مقام بھی واقع ہے

دوالمیال

دوالمیال کا تاریخی گاؤں کلر کہار سے چوہا سیدن شاہ روڈ کے مغربی جانب واقع ہے۔ گاؤں 8 صدی قبل شہاب الدین غوری کے عہد میں بابا دولمی کے نام پر آباد ہوا۔ دولمیال گاؤں کے 460 سپاہیوں نے پہلی جنگ عظیم میں حصہ لیا جو کہ جنوبی ایشا میں سب سے زیادہ تعداد تھی۔ دولمیال گاؤں کی فوجی خدمات کے اعتراف میں یہاں کے تالاب کے کنارے ایک توپ نصب کی گئی ہے۔ جو کہ کیپٹن غلام محمد کو دی گئی تھی۔ جب کہ گاؤں کے اندر قیام پاکستان سے پہلے تعمیر کی گئی تاریخی عمارات بھی موجود ہے

شیو گنگا مندر

ملوٹ سے کٹاس جانے والے راستے پر ملوٹ سے 5 کلومیٹر کے فاصلے پر شیو گنگا مندر واقع ہے۔ مندر ایک خوبصورت وادی میں واقع ہے۔ جب کہ اس کے قریب نالے میں چشمے کا پانی رواں دواں ہے یہاں پر دو مندر اور ایک حویلی بھی موجود ہے مندر کا داخلی دروازہ مشرقی سمت میں ہے جب کہ اس کا کافی حصہ گر چکا ہے۔ ایک چھوٹا مندر پہلے مندر کے قریب جنوب میں واقع ہے۔ مندر کے اندر داخل ہونے والے دروازے کے آثار مشرقی سمت میں ملتے ہیں جب کہ مندر کے قریب سیڑھیوں والا تالاب

موجود ہے مندر کی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں ہے جب کی مندر کی عمارت انتہائی شکستہ اور گرنے کے قریب ہے

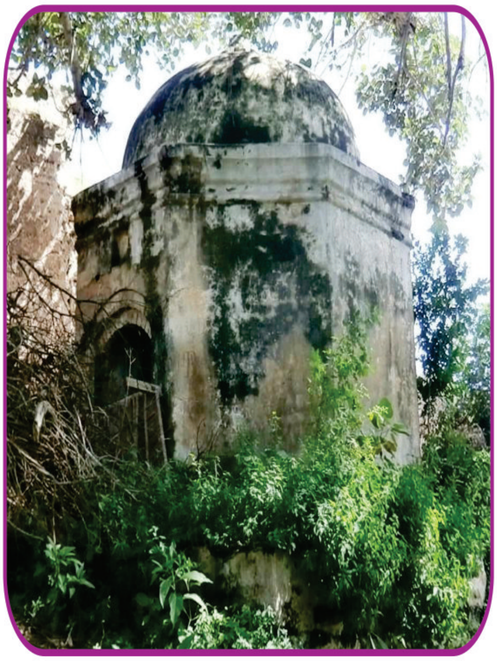

قلعہ ملوٹ اور ملوٹ مندر

ملوٹ قلعہ اور مندر کلر کہار سے 11 کلومیٹر کے فاصلے پر ملوٹ گاؤں میں واقع ہے ملوٹ قلعہ 10 صدی میں تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ کشمیری اور یونانی طرز تعمیر کا شاہکار ہے یہاں پر دو مندر موجود ہیں جبکہ

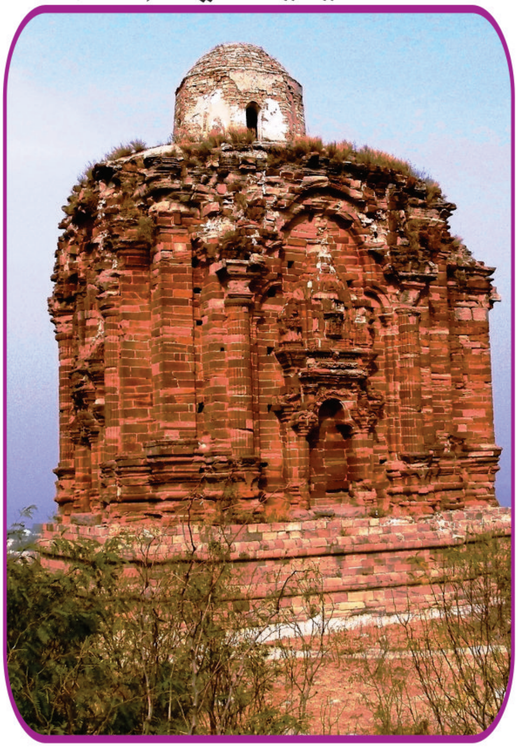

ایک مندر کی صرف دیواریں موجود ہیں صبح کے وقت سورج کی روشنی پڑنے سے یہ مندر چمکنے لگتے ہیں۔ یہ مندر 1200 سال پرانے ہیں مندر کی سرخ پتھر کی دیواروں پر مختلف قسم کے نقش ونگار بنے ہوئے ہیں کہا جاتا ہے کہ آخری ہندو راجہ مل نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ ملوٹ کا قلعہ ڈھائی کلومیٹر کے رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ تاریخی روایات کے مطابق راجہ مل نے یہ قلعہ اور مندر تعمیر کروایا تھا۔ قلعہ ایک انتہائی محفوظ جگہ پر تعمیر کیا گیا جو کہ تین اطراف سے عمودی چٹانوں سے گھرا ہوا ہے۔ ملوٹ گاؤں کے اندر قلعے کے داخلی دروازے کے آثار ملتے ہیں ملوٹ مندر کا داخلی دروازہ مشرقی سمت سے ہے۔ ملوٹ کے مندر کا سورج کے مندر واقع کشمیر سے تقابل کیا جاتا ہے۔ ملوٹ کا مندر ریت کے سرخ پتھر سے بنایا گیا ہے۔ کچھ مورخین کے مطابق مندر کشمیری حکمرانوں کے دور میں تعمیر کیا گیا جب کہ کچھ کے خیال کے مطابق اس کی تعمیر کا دور ہندوشاہیہ ہے مندروں کے جنوبی طرف غاریں موجود ہیں ۔مندر کے قریب دراڑیں موجود ہیں۔ مندر تک جانے کیلیئے پختہ سڑک موجود ہے۔ مندر کے نزدیک کوئلے کی کانیں مندر کے لئے خطرہ ہیں

تخت بابری

کلر کہار میں واقع ہے باغ کے وسط میں ایک بڑے پتھر کو کاٹ کر مغل بادشاہ ظہیر الدین بابر کی فوج نے

بابر کے لئے ایک تخت بنوایا اور جس پر کھڑے ہو کر بابر نے اپنی فوج سے خطاب کیا۔ جو تخت بابری کے نام سے موسوم ہے۔ شہشاہ بابر نے یہاں پر قیام کے دوران A.D1915 میں تخت بابری پر طویل وقت مراقبہ کے طور پر گزارا۔ بابر نے یہاں پر ایک باغ بھی لگوایا جو کہ باغ صفا کے نام پر معروف ہے شہشاہ بابر نے اس جگہ کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر اس کا ذکر تزک بابری میں ایک دلکش مقام کے طور پر کیا ہے

سویک چشمہ

سویک چشمہ کلر کہار کے نزدیک موٹروے کے مغربی طرف واقع ہے۔ جب کہ یہاں پر پہنچنے کے لئے کلر کہار چوہا سیدن شاہ روڈ سے کرولی روڈ پر 3 کلومیٹر کے فاصلے پر گاؤں سے گزر کر جانا پڑتا ہے۔ چشمہ پر جانے کے لئے کچے پہاڑی راستے پہ تقریباً پونے گھنٹے کی مسافت طے کرنا پڑتی ہے۔ جھیل کا رقبہ 2 کنال سے زائد ہے اور اس میں چشموں کا پانی کئی جھگوں سے شامل ہوتا ہے۔ سویک جھیل کے اندر چشمے کا پانی ایک آبشار کی صورت میں 3 سو فٹ سے زیادہ اُونچائی سے گرتا ہے۔ سیاحوں کی کثیر تعداد گرمیوں میں یہاں کا رخ کرتی ہے سویک چشمہ کے قریب کنڈ والا دربار واقع ہے

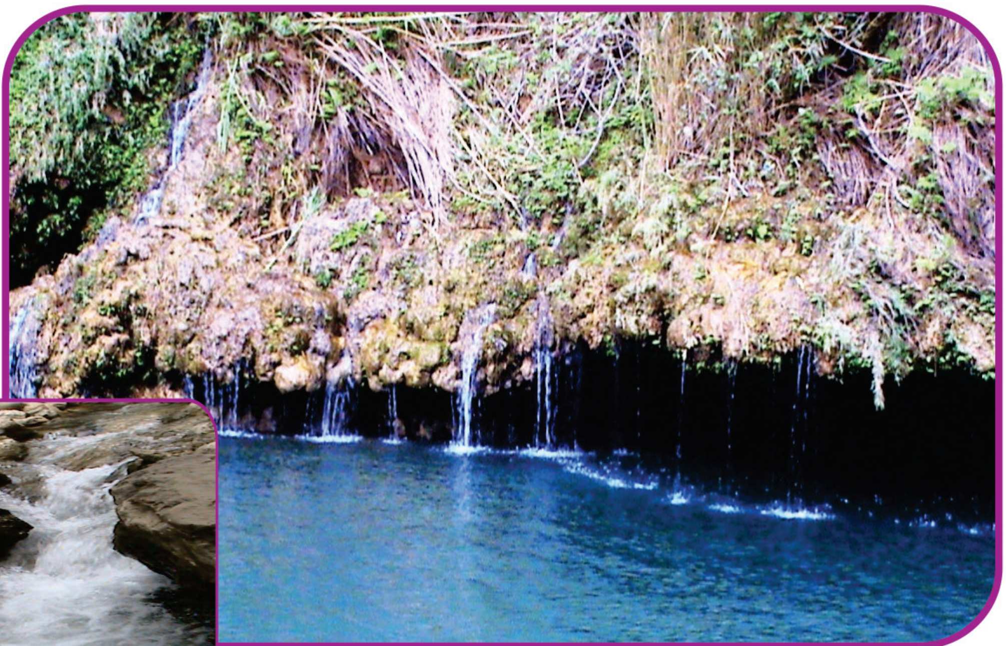

پیر دا کھارا

پیر دا کھارا لاہور کلر کہار موٹروے کے مغربی طرف پہاڑ کے دامن میں واقع ہے یہاں پر پیر کرم شاہ کا دربار واقع ہے۔ جب کہ یہاں پر نمک کی کانیں اور نمکین پانی کا چشمہ بھی موجود ہے۔ جہاں جلدی بیماریوں سے متاثر لوگ بڑی تعداد میں نہاتے ہیں۔ پیر دا کھارا ایک تفریحی اور روحانی مقام بھی ہے جب کہ اس کے نزدیک نمک کی کانیں بھی واقع ہیں

نیلا واہن چشمہ آب شفا

نیلا واہن نوشہرہ سے 50 کلومیٹر کے فاصلے پر کلر کہار خوشاب روڈ پر بھلیال گاؤں کے جنوب میں تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر نالے کے اندر واقع ہے۔ یہاں پر چشمے کے پانی میں گندھک کی کافی مقدار پائی جاتی ہے اور جلدی بیماریوں کے علاج کے لیے یہ پانی شفا بخش ہے کچھ سالوں پہلے اسے آب شفاء قرار دیا گیا۔ اور یہاں سے پانی لینے کے لئے بہت دور سے لوگ آتے تھے۔ نیلا واہن کا یہ چشمہ سارا سال نیلے پانی سے لبریز رہتا ہے پانی کے اند چھوٹی مچھلیاں کثرت سے پائی جاتی ہیں چشمے تک جانے کے لئے روڈ سے ایک کچے راستہ کے ذریعے پیدل جانا پڑتا ہے اور راستہ دشوار گذار ہے گرمیوں میں یہاں بہت زیادہ لوگ خصوصاً اتوار کو سیر کے لئے آتے ہیں

ہربریٹ ولیم ویٹ

ہربریٹ ولیم ویٹ برٹش دور میں پولیس سروس میں ڈپٹی انسپکٹر جنزل کے عہدے پر فائز تھےاورانہوں نے ساری ملازمت اوراس کے بعدکا زندگی کا عرصہ سالٹ رینج میں گزرا انہوں نے شادی نہیں کی اور

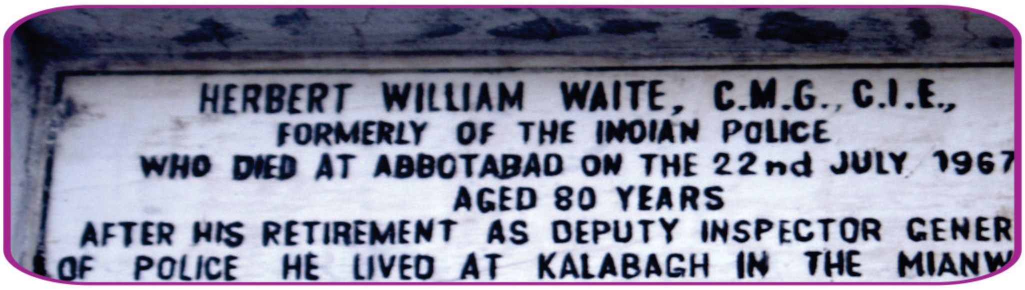

کوہستان نمک سے انہیں عشق تھا ان کا سب سے بڑا کارنامہ کوہستان نمک کے پرندوں کا ریکارڈ محفوظ کرنا ہےاورانکے محفوظ کردہ پرندے آج بھی لندن میں برٹش میوزیم آف نیچرل ہسٹری میں موجود ہےانہوں نے وفات کالاباغ میں پائی جب کہ ان کی قبر بھلیال گاؤں میں کلرکہارخوشاب روڈ پر برلب سڑک واقع ہے۔ ہربریٹ ولیم ویٹ نے علاقے میں کھیلوں کی سرپرستی کی اورسکیسر چٹہ کالاباغ نور پورسیتھی میں انکے قیام اورحالات کے متعلق مقامی روایات موجود ہیں۔ ہربریٹ ولیم ویٹ باباویٹ کے نام سے مشہور تھے دربارلعل شاہ کے احاطے میں ہربریٹ ولیم ویٹ کی قبر موجود ہے جب کہ بھلیال کے قریب ریسٹ ہاؤس انکی پسندیدہ قیام کی جگہ تھی انکی تدفین میں ایک ہزار سے زائدلوگوں سے شرکت کی

قلعہ سمر قند

قلعہ سمر قند میرا ایما گاؤں کے نزدیک واقع ہے جو کہ کلر کہار سے چینجی جانے والی سڑک پر ہے۔ میرا ایما گاؤں سے ایک کنوئیں کے اندر سے کچھ تاریخی کتبے ملے تھے قلعہ سمر قند 13 صدی عیسوی میں تعمیر کیا گیا تھا یہاں پر جلال الدین خوارزم کافی عرصہ مقیم رہا۔ قلعہ سمر قند میرا ایما گاؤں سے ایک گھنٹے کی پیدل مسافت پر واقع ہے۔ تاہم امن وامان کے مسائل کی وجہ سے یہاں پر عام سیاح کا جانا ممکن نہیں ہے

بھون

بھون کا قدیمی تاریخی شہر چکوال سرگودھا روڈ پر واقع ہے بھون اپنی قدیم تاریخی عمارتوں مندروں حویلیوں

اور تالابوں کی وجہ سے معروف ہے۔ پروفیسر انور بیگ کے مطابق بھون کا ذکر قدیم تاریخی کتب میں 3122 BC میں "درو پد نگر" نامی سلطنت کے دارالخلافہ کے حوالے سے ملتا ہے، جب کہ انہی کے مطابق بھون راجہ داہر کے بیٹے کا نام تھا۔ جس نے اسکی بنیاد ڈالی بھون کی تاریخی عمارتوں میں جنج گھر اور ماڑی شامل ہیں بھون میں شوالہ مندر جب کہ مادھو والی بن کے نزدیک بھی ایک مندر موجود ہے۔ بھون ریلوئے لائن سے مندرہ سے منسلک تھا جو کہ اُکھاڑ دی گئی جب کہ تاریخی عمارتیں آہستہ آہستہ معدوم ہوتی جا رہی ہیں۔ بھون سے 12 کلومیٹر کے فاصلے پر مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد کا ایک درویش شاعر شاہ مراد کا مزار ہے جو کہ تکیہ شاہ مراد کے نام سے معروف ہے

چلہ گاہ/ سجدہ گاہ حضرت بابا فرید

چلہ گاہ/ سجدہ گاہ بابا فرید گنج شکر کلر کہار چوہا سیدن روڈ پر جنوبی طرف واقع ہے چلہ گاہ درختوں سے گھری ہوئی ہے اور یہاں پر زائرین کی عبادت کیلئے جگہ مختص ہے جب کہ چلہ گاہ پر پہنچ کر ایک روحانی آسودگی کا احساس ہوتا ہے

چلہ گاہ لال شہباز قلندر

سجدہ گاہ/ چلہ گاہ حضرت لال شہباز قلندر کلر کہار چوہا سیدن روڈ پر موٹروے کے نزدیک واقع ہے۔ چلہ

گاہ درختوں سے گھری ہوئی ہیں۔اورزائرین کے لئے ایک مقدس مقام ہے۔

مارٹن جھیل

مارٹن جھیل مارٹن گاؤں کے نزدیک للہ بوچھال روڈ پر واقع ہے۔جھیل بارشی پانی سے وجود میں آئی ہے یہاں پر سردیوں میں ہجرت کر کے آنے والے آبی پرندوں کی کثیر تعداد آتی ہے تاہم جھیل انتہائی غیر معروف ہےاور پرندوں کوکسی قسم کاتحفظ حاصل نہ ہے جب کہ جھیل قانونی طور پر محفوظ علاقوں میں شامل نہیں ہے۔

پیر بچھا کا چوھا

پیر بچھا کا چوہا موضع کچر میں پدھراڑ کلر کہار روڈ سے شمال کی طرف 5 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ چشمہ پیر بچھا صاحب سے موسوم ہے۔ جن کا دربار پیل گاؤں سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر روڈ سے ملحقہ قبرستان میں ہے۔ چشمے پر خارش اور جلدی بیماریوں والے افراد جا کر نہاتے ہیں اور شفایاب ہوتے ہیں

کٹھہ مندر

ہندوشاہیہ دور کا کٹھہ مندر خوشاب کلر کہار روڈ پر کٹھہ گاؤں میں سڑک کے مشرق کی طرف ایک بلند ٹیلے

پر واقع ہے۔مندر کا کافی حصہ گر چکا ہے جبکہ ملحقہ جگہ پر ایک مسجد اور دربار بھی موجود ہے۔ کٹھ مندر طرز تعمیر کے لحاظ سے کوہستان نمک کے دوسرے مندروں سے ملتا جلتا ہے اور اسکی تعمیر میں کھنگر پتھر استعمال ہوا ہے ہندوشاہیہ دور کا یہ واحد مندر ہے جو کہ دامن کوہ میں واقع ہے

کھڑومی آبشار

کھڑومی آبشار موضع چامبل سے 4 کلومیٹر کے فاصلے پر مشرقی سمت میں واقع ہے۔آبشار پہاڑ کے دامن میں واقع ہے اور اس کا پانی انتہائی خوبصورت تالاب میں گرتا ہے۔ چامبل سے نرشنکھ پھوار جانے والا راستہ آبشار تک جاتا ہے۔آبشار کے قریب کوئلے کی کان واقع ہے۔آبشار کے اندر مختلف چشموں کا پانی شامل ہوتا ہے۔اس کا رنگ گہرا نیلا ہے اور اس میں مختلف اقسام کی مچھلیاں پائی جاتی ہیں

نرشنگھ پھوہار

حضرت سلطان مہدی کے دربار سے 2 کلومیٹر کے فاصلے پر چامبل گاؤں کے قریب دو پہاڑوں کے درمیان ایک نشیب میں واقع ہے یہاں تک پہنچنے کا راستہ ایک کچے ٹریک پر مشتمل ہے یہاں پر ایک مندر اور ایک چشمہ بھی موجود ہے۔ جب کہ ایک پختہ تالاب سیڑھیوں والا اور یاتریوں کی کوٹھڑیاں بھی موجود ہیں مندر کے ساتھ متصل ایک باغ بھی موجود ہے باغ میں پیپل اور بوہڑ کے سینکڑوں سال

پرانے درخت موجود ہیں قیام پاکستان سے پہلے یہاں پر بیساکھی کا میلہ لگتا تھا اور دور دراز سے یاتری یہاں پر میلے میں شرکت کرتے تھے یہ جگہ محکمہ اوقاف نے طویل لیز پر دی ہوئی تھی نرشنگھ پھوہار کے قریب سے پودوں کے فوسلز بھی ملے ہیں جب کہ نالے کے اندر پن چکی بھی موجود ہے

قلعہ اکراندا

اکراندا قلعہ رکھ کھبیکی میں نوشہرہ سے 18 کلومیٹر پر واقع ہے قلعہ جنگل کے اندر تقریبا ایک کلومیٹر کی مسافت پر ہے قلعہ راجہ تارخان کا مسکن تھا جب کہ اس کے تین اطراف گہری کھائیاں ہیں قلعہ کے اندر ایک تالاب کے آثار ہیں جب کہ متصل جگہ پر اور عمارتوں کے آثار دیکھے جا سکتے ہیں مقامی روایات کے مطابق یہ قلعہ جنجوعہ کھوکھر اور دیگر اقوام کا مسکن بھی رہا ہے۔ قلعہ اکراندا سے متصل تا تارے والی چاہڑی میں راجہ تا تار کی قبر ہے جو سکھوں کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا گیا راجہ تا تارخان کو سکھوں کے جرنیل ہری سنگ نلوہ اور کھبیکی کے نورخان اعوان کے مشترکہ لشکر نے ملک کر شکست دی اور ایک سازش کے ذریعے راجہ کے وزیر پنڈت پطری داس کے ذریعے اکراندہ کو فتح کرلیا۔ اکراندہ قلعہ جنجوعہ قوم کا سب سے مضبوط ترین قلعہ تھا راجہ تا تارخان کی شکست کے بعد قلعہ غیر آباد ہو گیا اور اب یہ رکھ کھبیکی کا حصہ ہے۔ قلعہ اکراندا کے قریب بابا اکراندا کا دربار عالیہ واقع ہے

سوڈھی باغ اور چشمہ سلطان مہدی

سوڈھی باغ نوشہرہ سے 11 کلومیٹر دور سوڈھی گاؤں کے قریب واقع ہے جبکہ چشمہ سلطان مہدی اسی روڈ پر سوڈھی گاؤں سے 7 کلومیٹر دربار حضرت سلطان مہدی سے مشرق کی سمت واقع ہے۔ چلہ گاہ حضرت سلطان مہدی اور قدرتی چشمے اس کی وجہ شہرت ہے۔ باغ اور ریسٹ ہاؤس برٹش دور میں

بنائے گئے۔ باغ کی وجہ شہرت انار اور لوکاٹ کے پھلدار درخت تھے ماضی قریب میں باغ چشمے کے پانی سے سیراب ہوتا تھا آج کل باغ میں مالٹے کا جینیاتی مرکز قائم ہے سوڈھی روڈ پر درگاہ حضرت سلطان مہدی کے قریب نالے کے اندر چلہ گاہ واقع ہے جہاں پر حضرت سلطان مہدی کے علاوہ بہت سی روحانی شخصیات چلہ کش رہی ہیں

کنہٹی گارڈن

کنہٹی گارڈن نوشہرہ راولپنڈی روڈ پر گورنمنٹ بوائز ہائی سکول کھبیکی سے 10 کلومیٹر شمال کی جانب کنہٹی روڈ پر واقع ہے اس کی وجہ شہرت گرمائی مالٹا لیٹ ویلنشیا ہے جو کہ جون میں پک کر تیار ہوتا ہے یہاں پر چشمہ کے پانی سے چلنے والی پن چکیاں بھی موجود ہیں کنہٹی باغ 1934 میں ڈسٹرکٹ انجینئر ایچ ڈبلیو ویٹ نے قائم کیا اس کا کل رقبہ 170 ایکڑ ہے جس میں 157 ایکٹر پر باغ جب کہ 13 ایکٹر

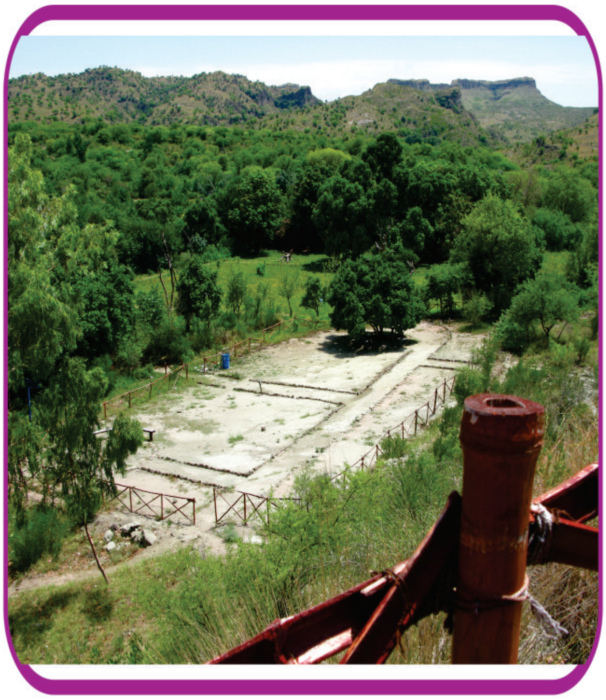

نالوں اور پہاڑ پر مشتمل ہے کنہٹی باغ میں مختلف اقسام کے پھلدار پودے انار، لوکاٹ، آلو بخارہ، انگور، ناشپاتی، جاپانی پھل، آم، سیب، امرود موجود ہیں جب کہ حیاتیاتی تنوع کے حوالے سے یہ باغ کوہستان نمک کی سب سے اہم جگہ ہے۔ یہاں پر درختوں کی 100 سے زیادہ اقسام، پرندوں کی 65 ،گھاس کی 15 اقسام بھی پائی جاتی ہیں جب کہ باغ کے اندر درختوں کے پتوں کے فوسلز بھی پائے جاتے ہیں باغ کے قریب چٹی کے آثار قدیم نالہ گھبیر کے کنارے فوسلز اور باغ کے شمالی حصے میں

حضرت مائی صاحبہ کا دربار عالیہ بھی واقع ہے کنہٹی باغ کے اندر ایشائی طوطے کی سب سے بڑی تعداد اور سبز پہاڑی کبوتر بھی پایا جاتا ہے باغ کا انتظام 2003 سے لے کر 2017 تک محکمہ زراعت توسیع کے پاس رہا ہے جب کہ اب اس کا انتظام ضلع کونسل خوشاب کے پاس ہے۔ پنجاب ٹورزم ڈپارٹمنٹ نے یہاں کیمپنگ سائیٹ ریسٹ ہاؤس کی تعمیر نو اور مسجد تعمیر کی ہے

کھبیکی جھیل

سطح سمندر سے 740 میٹر بلند 10 کلومیٹر نوشہرہ سے راولپنڈی روڈ پر شمال مشرق کی جانب واقع ہے اس کا کل رقبہ 283 ہیکٹر ہے۔ یہ 1976 میں رامسار لسٹ میں شامل ہونے والی پاکستان کی پہلی بین الاقوامی طور پر محفوظ آبگاہ ہے جھیل کی گہرائی 4-2 میٹر تک ہے۔1955 اور 2002 میں خشک سالی کی بدولت یہ مکمل خشک ہوگئی تھی یہاں پر بھی 45 سے زائد آبی پرندے موسم سرما گزارنے آتے

ہیں اس کی وجہ شہرت سفید سر والی مرغابی کی بین الاقوامی طور پر معدوم ہوتی نسل کے مسکن کے طور پر ہے کھبیکی جھیل میں تازہ پانی کی مچھلی کی مختلف اقسام بھی پائی جاتی ہیں کشتی رانی اور ٹورزم کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں نے جھیل پر آبی پرندوں کی آمد کو بری طرح متاثر کیا ہے

مائی والی ڈھیری

یہ نوشہرہ سون ویلی سے 10 کلومیٹر مردوال گاؤں کی پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے مائی والی ڈھیری مردوال گاؤں سے شمالی سمت میں رکھ مردوال میں واقع ہے یہ ایک تکونی سمت کی ڈھیری ہے جس پر حضرت مائی صاحبہ بہروز بی بی کا دربار عالیہ واقع ہے۔بعض روایات کے مطابق ان کا تعلق دندہ شاہ بلاول کے

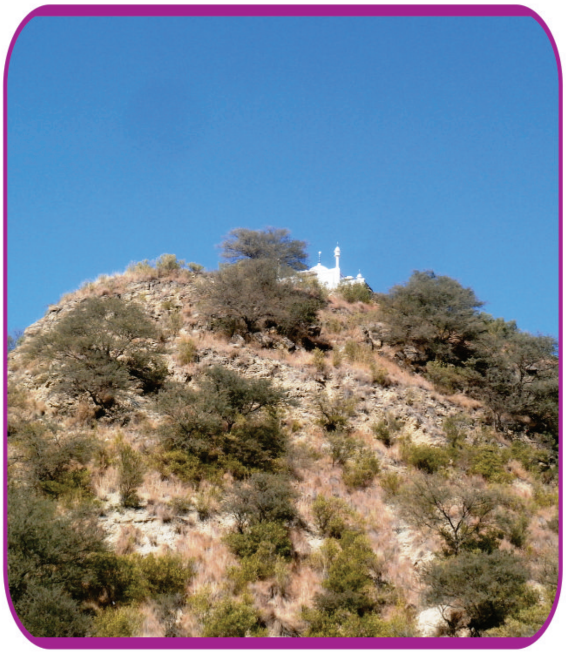

سادات خاندان سے ہے جب کہ کچھ روایات کے مطابق انکا تعلق لودھی خاندان سے بتایا جاتا ہے۔ دربار سے علاقہ پکھڑ اور سون کا نظارہ قابل دید ہے مائی والی ڈھیری کی پہاڑی کے دامن میں ایک اور دربار بھی موجود ہے پہاڑی پر جانے والا راستہ دشوار ہے

دربار اصحاب کرام

وادی سون سکیسر کے گاؤں کھوڑہ کے صحابہ کرام والے قبرستان میں صحابہ کرام کے مزارات واقع ہیں جب کہ کھبیکی گاؤں میں پیر اصحاب کا دربار اور گوہل میں ڈھوک اصحاب کا دربار بھی موجود ہے اسی طرح ڈھڈی تھل تحصیل پنڈ دادخان کے قبرستان میں بھی صحابہ کرام کے دربار موجود ہیں یہ تمام دربار صحابہ کرام کی کوہستان نمک میں آمد کے واضح ثبوت ہیں

تلاجھہ قلعہ

تلاجھہ قلعہ خوشاب نوشہرہ روڈ سے 7 کلومیٹر کے کچے راستے پر واقع ہے۔تلاجھہ قلعہ کی پہاڑی کے تین اطراف بلند و بالا چٹانیں ہیں جب کے شمالی طرف سے داخلے کے لئے پتھر کا دروازہ ہے۔قلعہ چوٹی پر واقع ہےاور اس کا رقبہ تقریباً 15 ایکڑ ہے۔قلعے کی عمارت میں منوں وزنی پتھر استعمال کیا گیا ہے جب عمارت کی دیواریں اور اورفصیل انسانی عزم و ہمت اور بہادری کا منہ بولتا ثبوت ہیں

پہاڑی کے نیچے مختلف چوکیوں اور قبرستان کے آثار ملتے ہیں قلعے کی تعمیر کے متعلق مقامی روایات کے مطابق اس کی تعمیر جلال الدین خوارزم نے کی جب اس کا چنگیز خان سے مقابلہ ہوا جب کہ کچھ مورخین کا خیال ہے کہ یہ اس سے زیادہ قدیم ہے۔تلاجھہ قلعہ میں مختلف عمارتوں کے آثار نظر آتے ہیں جو تراشے اور گھڑے ہوئے پتھروں سے بنائی گئی ہیں تلاجھہ تک جانے کا راستہ دشوار گزار ہے اور دربار حضرت بابا کچھی والا سے شروع ہوتا ہے اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں قلعہ تک پہنچا جا سکتا ہے۔

دادا گولڑہ

دادا گولڑہ وادی سون میں اعوان قوم کے جد امجد عون قطب شاہ کی جائے شہادت اور رہائش کیلئے مشہور ہے روایات کے مطابق عون قطب شاہ کو شہادت کے بعد یہاں امانتاً دفن کیا گیا تھا۔یہاں ایک مسجد اور مدرسہ بھی موجود ہے۔دادا گولڑہ کے مینار کا نظارہ قابل دید ہے

وڑچھ سالٹ مائن

وڑچھ کا گاؤں راجہ ورچن کے نام پر آباد ہے جو کہ رکھلہ کی نمک کے کان نزدیک ہے وڑچھ کی کان سرگودھا میانوالی روڈ سے شمال کی طرف 16 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جب کہ اسلام آباد سے فاصلہ 276 کلومیٹر ہے وڑچھ نمک کی کان تحصیل قائدآباد میں رکھلہ منڈی گاؤں کے دامن میں واقع ہے

وڑچھ کان کا نمک کھیوڑہ سے اعلی درجے کا ہے پرانے زمانے میں یہاں سے نمک خوشاب لے جایا جاتا تھا اور کان کو ریلوے کے ذریعے خوشاب میانوالی لائن سے منسلک کیا گیا تھا کھیوڑہ کے مقابلے میں کان کی حالت خراب ہے یہاں سے نمک کی نکاسی کا آغاز 1890 میں ہوا۔علاقے میں نمک کے ذخائر کا تخمینہ ایک ارب ٹن سے زائد ہے یہاں سے نکلنے والے نمک کا رنگ سفید اور گلابی ہے وڑچھ کی کان کو کھیوڑہ کی طرز پر بہتر بنایا جاسکتا ہے

ڈیپ شریف

ڈیپ شریف اُوچھالی نوشہرہ روڈ پر پل ڈیپ شریف سے 2 کلومیٹر جنوب کی جانب واقع ہے ڈیپ شریف کی وجہ شہرت خانقاہ حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری ہیں جن کا تعلق موسیٰ ذئی شریف سے ہے۔خانقاہ سے آدھے گھنٹے کے فاصلے پر ایک چشمہ رواں دواں پر ہے جس پر 3 خوبصورت تالاب واقع ہیں۔جب کے ملحقہ پہاڑی پر انسانی قدموں کے نشان واقع ہیں۔چشمے کے پانی کے اندر مختلف

اقسام کی چھوٹی مچھلیاں پائی جاتی ہیں۔ گرمیوں کے موسم میں تالاب کا نیلگوں پانی سیاحوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ یہاں ملحقہ پہاڑی پر وادی سون کی اولین آبادی میں سے ایک قلعہ کے آثار واقع ہیں جب کہ درگاہ کا روحانی فیض اس جگہ کے حسن اور دلکشی کو دوبالا کر دیتا ہے۔ درگاہ کے موجودہ سجادہ نشین حضرت خواجہ نعمان صاحب ہیں

کھٹوائی مندر

کھٹوائی مندر جاہلر روڈ پر نالہ اچھ کے کنارے پر واقع تھا۔ اس مندر کو قیام پاکستان کے بعد گرا کر زرعی زمین میں شامل کیا گیا ہے۔ جب کے مندر سے متعلق اسکے طرز تعمیر کے متعلق زیادہ معلومات دستیاب نہیں ہیں صرف اس مندر کی ایک تصویر موجود ہے مندر کو گرانے سے تاریخ کا ایک بہت بڑا سراغ مٹی میں گم ہو گیا ہے

انگہ شاہ بلاول

انگہ نوشہرہ سے 12 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے حضرت شاہ بلاول ہمدانی کی نسبت سے انگہ شاہ بلاول کہلاتا ہے جب کہ اسکی پہچان حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے مکتب کی وجہ سے بھی ہے انگہ میں حضرت سلطان باہو کی جائے پیدائش اور انکے دادا حضرت سلطان فتح علی کا دربار بھی موجود ہے انگہ گاؤں کی دیگر اہم شخصیات میں احمد ندیم قاسمی حضرت مولانا غلام مرشد خطیب بادشاہی مسجد اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کے معلم حضرت سلطان محمود اور حافظ رحمت اللہ صاحب بھی شامل ہیں

اوچھالی جھیل

یہ کھارے نمکین پانی کی جھیل ہے سطح سمندر سے 760 میٹر بلند 13 کلومیٹر نوشہرہ سے سکیسر روڈ پر مغرب کی جانب اوچھالی گاؤں میں واقع ہے۔اس کا کل رقبہ 943 ہیکٹر ہے یہ جھیل ریونیو ریکارڈ کے مطابق 437 سال پرانی ہے یہ جھیل پاکستان کی بین الاقوامی طور پر محفوظ آبگاہ ہے اور 1996 میں

اسے رامسار لسٹ میں شامل کیا گیا ہے۔ یہ 45 سے زائد آبی پرندوں کا مسکن ہے۔جھیل کے مغربی کنارے پر سیاحوں کے لئے برڈ ہائڈ اور کشتی رانی کی سہولت موجود ہے۔ یہ جھیل سفید سروالی مرغابی کے مسکن کے طور پر مشہور ہے اور یہاں پر ایک لاکھ سے زائد آبی پرندے سردیاں گزارنے آتے ہیں

چٹہ

اوچھالی جھیل کے شمالی کنارے پر واقع چٹہ گاؤں کوہستان نمک کا ایک اہم تاریخی مقام ہے یہاں پر پتھر کے دور کے اوزار اور انکی فیکٹری سال 1913 میں ایک انگریز محقق ڈی اٹھرا نے دریافت کی تھی چٹہ گاؤں میں بدھ مت ہندو شاہیہ دور کے آثار ملے ہیں جب کہ یہاں پر مختلف مسلم حکمرانوں اور خوارزمی عہد کے سکے مورتیاں اور اوزار ملے ہیں چٹہ گاؤں میں حضرت حافظ میاں الیاس کی اولاد آباد ہے چٹہ کی اہم شخصیات میں ماسٹر کریم بخش ماہر زراعت و نباتات، ملک محمد صفدر افسانہ نگار، محمد بخش شائق، دوست محمد محبّ شاعر اور شیر جنگ ہیں ایک روایت کے مطابق چٹہ گاؤں کی مسجد میں اورنگ زیب

عالمگیر نے نماز ادا کی تھی

مندر امب شریف

مندر امب شریف قائد آباد سے 30 کلومیٹر اور نوشہرہ سے 27 کلومیٹر براستہ مہوڑ یا نوالہ کے فاصلے پر امب قائد آباد روڈ واقع ہے 1878 میں یہاں تین مندر واقع تھے جب کہ اب صرف دو باقی رہ گئے ہیں مندر کے ادر گرد ایک قلعے کی فصیل کی دیواریں ملتی ہیں مقامی روایات کے مطابق مندر راجہ امبریکا

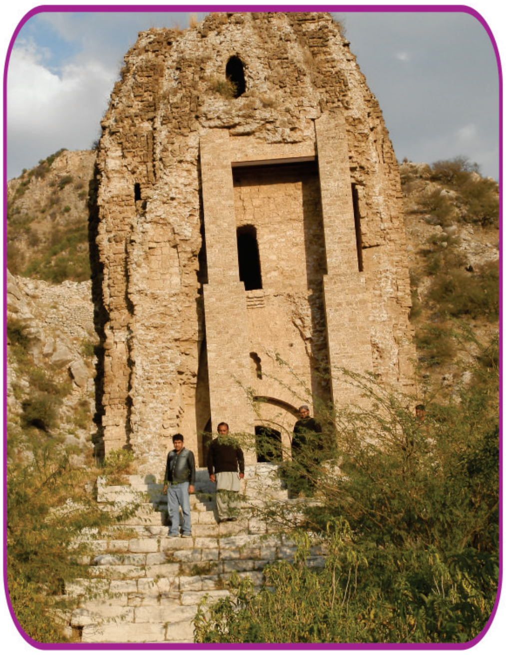

کے دور میں پہلی صدی عیسوی میں تعمیر کیا گیا ان کے قرب وجوار سے کثیر تعداد میں کھدائی کے اثار ملتے

ہیں مندر کے قریب سے پانی کا چشمہ نکلتا ہے جس کے اندر سیڑھیاں موجود ہیں امب شریف گاؤں کی وجہ شہرت حضرت سلطان ابراہیم ساڑھی والے کا دربار عالیہ ہے

نمبل جھیل

نمبل جھیل ضلع میانوالی میں تلہ گنگ میانوالی روڈ سے جنوبی سمت ایک کلومیٹر کے فاصلے پر پہاڑ کے دامن میں واقع ہے یہ جھیل میانوالی سے 30 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اس کا کل رقبہ 486 ہیکٹر ہے جب کہ سطح سمندر سے بلندی 532 میٹر ہے نمبل جھیل کی گہرائی 5.8 سے 4.6 میٹر تک ہے نمبل جھیل کو 1964 میں وائلڈ لائف سنکچری کا درجہ دیا گیا جب کہ 1991 سے گیم ریز رو کا درجہ حاصل ہے نمبل جھیل سردیوں میں ہجرت کر کے آنے والے اہم پرندوں کا مسکن ہے۔نمبل جھیل کے کنارے پر کے گاؤں سھبرال کے عظیم سپوت اور بزرگ حضرت حافظ محمد عظیم کا دربار عالیہ واقع ہے

چکی شیخ جی

چکی شیخ جی کوہستان نمک کے مغرب میں لاوہ کے نزدیک واقع ہے یہ گاؤں ایک بزرگ شیخ محمود رحمۃ اللہ کے نام پر معروف ہے، اوران کی چلہ گاہ اور دربار ایک اُونچی جگہ پر واقع ہے جب کہ ملحقہ قبرستان میں دورقدیم کی قبور موجود ہیں

مندر سسی دا کالرہ

سسی دا کالر مندر وادی سون سے 120 کلومیٹر کے فاصلے پر سطح سمندر سے 973فٹ کی بلندی پر تحصیل تلہ گنگ میں ملتان خورد گاؤں سے تقریباً 14 کلومیٹر کے فاصلے پر لیٹی نالہ کے قریب واقع ہے۔ یہ ہندوشاہیہ دور کا واحد مندر ہے جو اینٹوں سے بنایا گیا ہے خزانے کی تلاش میں لوگوں نے اس کی کھدائی بھی کی ہے مندر کا گنبد بعد میں مرمت کر کے سیمنٹ سے تعمیر کیا گیا ہے۔ مندر کی تعمیر کا دور نویں صدی عیسویں کا ہے جب کے کچھ مورخین کے خیال میں اس کا تعمیری دور کافر کوٹ کے مندر سے مطابقت رکھتا ہے مندر کے مغربی اور جنوبی سمت میں کچھ اور عمارتوں کی بنیادوں کے آثار ملتے ہیں لیٹی نالہ کے جنوب میں پہاڑی کے دامن میں آبادی کے آثار ملتے ہیں

مندر ماڑی انڈس

ماڑی انڈس گاؤں دریائے سندھ کے دائیں کنارے پر میانوالی سے 50 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ ماڑی انڈس کی مغربی پہاڑی پر دو مندر موجود ہیں جب کہ مندر کے اردگرد چار دیواری کے آثار بھی نظر آتے ہیں۔ ان مندر کا تعلق ہندہ شاہیہ دور سے ہے۔ مندر کی حالت انتہائی خستہ ہے مندر شمالی سمت جھکا ہوا ہے جس پہاڑی پر یہ مندر واقع ہے وہاں پر نمک نکالنے کیلئے کھدائی کی گئی ہے مندر تک جانے کا راستہ مشکل ہے بعض روایات کے مطابق ماڑی انڈس اشوک بادشاہ کا دارلحکومت تھا

کافرکوٹ مندر

کافرکوٹ کے مندر دریائے سندھ کے دائیں کنارے پر دو مختلف جگھوں پر واقع ہے مقامی روایات کے مطابق ٹل بل اور کل تین بھائی تھے اور تینوں نے قلعے تعمیر کئے ٹل راج کوٹ کو کافرکوٹ شمالی کہا جاتا ہے جب کہ راجہ بل سے منسوب مقام بلوٹ کافرکوٹ جنوبی ہے

کافرکوٹ شمالی

کافرکوٹ شمالی چشمہ بیراج سے دریائے سندھ کے مغربی کنارے پر لکی مروت جانے والی سڑک پر 6 کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے چوٹی تک جانے کیلئے پیدل تقریبا ایک گھنٹہ کا سفر ہے یہاں پر 5 مندر قلعہ کی فصیل کے اندر موجود ہے قلعہ کی لمبائی ایک ہزار فٹ ہے جب کہ شمال سے جنوب تک 500 فٹ ہے مندر کے قریب ہی مسلم دور کی قبور اور ایک دربار بھی موجود ہے جن کے بارے میں روایت ہے کہ مسلمان سالار مہلب نے قلعہ پر حملہ کیا تھا اور ان کے لشکر میں صحابہ کرام بھی موجود تھے

کافرکوٹ جنوبی بلوٹ شریف

کافرکوٹ جنوب کے مندر قلعہ بلوٹ کے اندر واقع ہیں یہ مندر چشمہ بیراج سے ڈیرہ اسمٰعیل خان روڈ پر بلوٹ شریف گاؤں کے دو کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے یہاں پر کل 9 مندر موجود ہیں اور یہ مندر کافر کوٹ شمالی کی نسبت زیادہ خوبصورت طرز تعمیر کے حامل ہیں کافرکوٹ (بلوٹ) کے ان مندر سے شمالی جانب بلوٹ شریف کا گاؤں آباد ہے اور یہاں پر حضرت شاہ عیسیٰ کا دربار انتہائی معروف ہے

کوہستان نمک کی لوک کہانی

ڈھول بادشاہ شمس رانی

ریاست گوالیار میں نروڑکوٹ کے بادشاہ بٹنی شاہ کی حکومت تھی جو قحط سے تنگ آ کر کلر کہار چلے آئے اور راجا اللہ داد نے انہیں مہمان بنایا راجا اللہ داد کے گھر ایک لڑکی شمس رانی پیدا ہوئی جب کہ راجہ بٹنی کے ہاں ڈھول نامی شہزادہ پیدا ہوا کچھ عرصے کے بعد راجہ بٹنی واپس چلا گیا جب کہ شہزادہ ڈھول ہرن کے تعاقب میں کلر کہار پہنچا اور یہاں پر اسکی ملاقات رانی شمس سے ہوئی جو عشق میں بدل گیا ڈھول بادشاہ آخری عمر میں عشق حقیقی کی طرف مائل ہو گیا اور آج اس کا دربار ڈھول بادشاہ کے نام سے کلر کہار کے نزدیک بازی گاؤں کے غاروں میں واقع ہے جب کہ کوہستان نمک کے گیتوں میں جس ڈھول بادشاہ کا ذکر ہوتا ہے وہ یہی ڈھول بادشاہ کا کردار ہے جب کہ عورتوں کا مشہور رقص سمی اسی رانی شمس سے منسوب ہے

امب شریف ضلع خوشاب سے وابستہ راجہ سیفل کی لوک داستان مشہور ہے جس کو راجہ امبریک کی شہزادی سے عشق ہو گیا تھا جلال پور گرجاکھ کے جنجوعہ راجہ کی بیٹی راج بی بی کو کشتیاں بنانے والے ملاح نامدار سے عشق ہو گیا تھا اور دونوں قتل کر دیے گئے اس قصے کو احمد یار مرالوی نے پنجابی زبان میں شاعری کا حصہ بنایا ہے

چندر گپت موریہ (چاندنی میں چھپا ہوا چاند) ایک مشہور بادشاہ تھا جس کا جنم ایک گدڑیے کی گھر ہوا سون سکیسر کا راجہ ایک لڑائی میں مارا گیا جب کہ ملکہ پناہ کے کئے پاٹلی پتر چلی گئی راستے میں راجہ کی ولادت ایک گدڑیے کے گھر پر ہوئی جس نے اس کا نام چندر گپت موریہ رکھا جس کی تربیت بعد میں چانکیہ نے کی

دربارِ اُولیائے کرام

کوہستان نمک کے طول وعرض میں اولیائے کرام کے مسکن اور خانقاہیں مختلف مقام پر پھیلئے ہوئے ہیں اور اس خوبصورت خطہ کی ہرڈھیری کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہاں پر کسی نہ کسی اللہ کے ولی کا دربار موجود ہے یہاں پر مشہور اولیاء کرام کی ایک فہرست دی جارہی ہے

حضرت سلطان ابراہیم ساڑھی والے	امب شریف	حضرت حافظ میاں الیاس	چٹہ
حضرت بابا شاہ پوری	اوچھالی	حضرت بابا اسمعیل شاہ کچہری والے	اوچھالی
قاری قمرالدین صاحب	کورڈھی	پیر تاج صاحب	کورڈھی
حافظ رحمت اللہ صاحب	انگہ	حضرت سلطان باہو	انگہ
حضرت سلطان فتح محمد	انگہ	حضرت سطان مہدی	جھونگہ سلوئی
حضرت سلطان حاجی احمد صاحب	اوچھالہ	حیات المیر چلہ گاہ	کلیال
حضرت سخی محمد خوشحال	دھدھڑ	شاہ فتح اللہ ہمدانی	جابہ
یان حفیظ ماہی	سرکی	حضرت میاں عبدالعزیز	کفری رصدیق آباد
میاں عبدالحمید	کفری رصدیق آباد	صاحبزادہ عزیز احمد صاحب	کفری رصدیق آباد
مائی صاحبہ بہروز بی بی مائی والی ڈھری	مردوال	حضرت بابا ساوی بیری والے	نوشہرہ
سید ولایت شاہ	نوشہرہ	سید امیر صاحب چشتی اجمیری	سلمند شریف چھپڑ
قاضی سلطان محمود صاحب حضوری	سلمند شریف	قاضی امیر عبداللہ صاحب	سلمند شریف چھپڑ
قاضی غلام محمد صاحب	سلمند شریف چھپڑ	میاں مقبول دین صاحب	سلمند شریف چھپڑ
مولوی سلطان احمد صاحب	سلمند شریف چھپڑ	میاں غلام مرشد	سلمند شریف چھپڑ
میاں زکریا صاحب	سلمند شریف چھپڑ	میاں فخرازماں	سلمند شریف چھپڑ
میاں علاؤالدین صاحب	سلمند شریف چھپڑ	حافظ مہر علی صاحب	سودھی بالا
مائی صاحبان	سودھی بالا	بھیلاں والے بزرگ	سودھی بالا
کوٹ والے بزرگ	سودھی بالا	مولوی فیروز محمد	سودھی بالا
مولانا سلطان محمود	انگہ	مولا ناغلام مرشد صاحب	انگہ
بابا مقبول شاہ	دھدڑ	قاضی میاں محمد	سبھرال
بابا محمد حیات چھنوں والے	نوشہرہ	حافظ خیر محمد	انگہ
ڈھول بادشاہ	گفا نوالا کلر کہار چکوال	شاہ زمان موہتا نوالہ	جھامرہ کلر کہار چکوال

شاہ قادر بخش	قادر پور تلہ گنگ چکوال	سید اسد الرحمٰن قدسی	بھون چکوال
غازی علم دین شہید	بھلہ شریف چکوال	دربار حضرت آہو باہو	کلر کہار
بابا قلندر صفدر شاہ بخاری	للہ شریف جہلم	حضرت خواجہ غلام نبی	للہ شریف جہلم
حضرت شیخ مسعود غازی	ڈومیلی جہلم	حضرت حافظ محمد عظیم	نمبل میانوالی
حضرت حیدر علی شاہ	جلالپور شریف جہلم	حضرت دیوان حضوری	سوہاوہ جہلم
حضرت سخی خواص خان	رہتاس قلعہ جہلم	حضرت سخی سیدن شاہ شیرازی	چوا سیدن شاہ چکوال
حضرت رکن الدین پیر خواجہ نوری	پیل خوشاب	پیر بچھا شاہ	پیل / کچر خوشاب
حضرت پیر ولائت حسین شاہ ہاشمی والی ولائت	خیر پور کلر کہار	حضرت شاہ چاندولی	رہتاس جہلم
حضرت پیر کرم شاہ	پیر دا کھارا جہلم	حضرت جمال چشتی	رہتاس جہلم
حضرت دیوان شاہ	بھیٹ جہلم	پیر شہابل شاہ	لاوہ چکوال

ماخذ

وادی سون سکیسر	احمد غزالی	دھن ملوکی	انور بیگ اعوان
وادی سون سکیسر	محمد سرور خان اعوان	تاریخ میانوالی	ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی
صفحات چکوال	آفتاب احمد	تاریخ جہلم	انجم سلطان شہباز
تذکرہ اولیائے جہلم	انجم سلطان شہباز	ضلع خوشاب تاریخ کے آئینے میں	شیخ محمد حیات
سالٹ رینج اور پوٹھوہار	سلیمان رشید	جہلم سٹی آف وٹاسا	سلیمان رشید
ڈسٹرکٹ گزیٹئر	شاہ پور 1897	ڈسٹرکٹ گزیٹئر	جہلم 1904
ڈسٹرکٹ گزیٹئر	اٹک 1930	ڈسٹرکٹ گزیٹئر	بنوں 183-84
ڈسٹرکٹ گزیٹئر	میانوالی 1915	ڈسٹرکٹ مردم شماری رپورٹس جہلم چکوال میانوالی خوشاب 1998	
منتخب غزلیں احمد ندیم قاسمی	ڈاکٹر ناہید قاسمی	سالٹ رینج کا حیاتیاتی تنوع ورلڈ وائڈ فنڈ فار نیچر	
پنجاب لوک ریت	شفقت تنویر	کھیوڑہ	محمد نعیم مرتضی
باہونامہ	ڈاکٹر سلطان الطاف علی	سرگرم سفر	سید احمد سعید ہمدانی
آثار قدیمہ کٹاس	ریاض احمد ملک	حیاتیاتی تنوع اور فلورا پی ایچ ڈی مقالہ ڈاکٹر فاروق احمد اعوان	
پاکستان کے پرانے ہندو شاہیہ مندر	شیخ خورشید حسن	مقامی روایات، انٹرویو، گفتگو	